ماہنامہ

انصاراللہ

ربوہ

اپریل سنہ ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

ماھنامہ

انصار اللہ ربوہ

اپریل ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

اس شمارہ میں

جلد نمبر ۳۳
شمارہ نمبر ۴

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ

شرح چندہ

پاکستان ـــــــ تیس روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ـــــــ تین روپے

امام الکلام

دُعائیں بڑی تاثیریں ہیں

"جو لوگ اِس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ مَیں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مُردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہاں تک قضا و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوُا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دعا اس کو بچالے گی اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری کرے گا اور وہ خود محسوس کرے گا کہ مَیں اب اَور ہوں۔ دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کر سکتا ہے۔ اس کا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ اِس لئے اللہ تعالےٰ نے تشہیر کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

دعا کرنا اور کرانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہیئے کہ دعا قبول ہو گئی۔ یہ اسمِ اعظم ہے اس کے سامنے کوئی اَن ہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کے لئے جب دعا کے ایسے اسباب میسّر آجائیں تو یقیناً وہ صالح ہو جاوے اور بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کر سکتا۔ سُنّت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اس کی خباثتوں کو جلا کر تاریکی دُور کر دیتا ہے اور اندر ایک روشنی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ طریق استجابتِ دعا کا اثر رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲)

"اللہ جل شانہٗ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکا و زاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں دُور بھاگ جاتا ہے۔ کیا سبب ہے کہ انسان باوجود خدا کو ماننے کے بھی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا؟ درحقیقت اس میں دہریّت کی ایک رگ ہے اور اس کو پورا پورا یقین اور ایمان اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا ورنہ اگر وہ جانتا کہ کوئی خدا ہے جو حساب کتاب لینے والا ہے اور ایک آن میں اس کو تباہ کر سکتا ہے تو وہ کیسے بدی کر سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۳۸، ۴۳۹)

منظوم عربی کلام

بِمُطَّلِعٍ عَلٰی اَسْرَارِ بَالِیْ　　بِعَالِمِ عَیْبَتِیْ فِیْ کُلِّ حَالِیْ

قسم اس کی جو میرے دل کے بھیدوں پر آگاہ ہے　　اور قسم اس کی جو ہر حال میں میرے سِرّ کو جاننے والا ہے

بِوَجْہٍ تَدْ رَأٰی اَعْشَارَ قَلْبِیْ　　بِمُسْتَمِعٍ لِصَرْخِیْ فِی اللَّیَالِیْ

قسم اس مُنہ کی جس نے میرے دل کے ٹکڑوں کو دیکھا ہے　　اور قسم اس کی جو راتوں کو میری چیخوں کو سُنتا ہے

لَقَدْ اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ　　رَحِیْمٍ عِنْدَ طُوْفَانِ الضَّلَالِ

مَیں ربِّ کریم و رحیم کی طرف سے　　گمراہی کے طوفان کے وقت میں بھیجا گیا ہوں

اَبِالْاِیْذَاءِ اَتْرُکُ اَمْرَ رَبِّیْ　　وَمِثْلِیْ حِیْنَ یُوْذٰی لَایُبَالِیْ

کیا مَیں ایذا سے اپنے ربّ کا امر چھوڑ دوں گا　　اور مجھ سا تو ایذا کی کچھ پرواہ نہیں کرتا

اَلَا اِنِّیْ اُقَاوِمُ کُلَّ سَہْمٍ　　وَاَقْلِی الْاِکْتِنَانَ عَنِ النِّبَالِ

مَیں ہر ایک تیر کے آگے سینہ سپر ہوتا ہوں　　اور تیروں سے اوٹ میں چُھپنا بہت بُرا سمجھتا ہوں

اَلَا یَا خَاطِبَ الدُّنْیَا الدَّنِیَّۃِ　　فَذَکِّرْ یَوْمَ قُرْبِ الْاِرْتِحَالِ

اے ذلیل دُنیا کے طالب　　اپنے کُوچ کے دن کو یاد کر

سِہَامُ الْمَوْتِ تَفْجَأُ یَا عَزِیْزِیْ　　وَلَوْ طَالَ الْمُدٰی فِی الْاِنْتِقَالِ

اے میرے عزیز موت کے تیر ناگہاں آ لگتے ہیں　　اگرچہ موت کی مہلت لمبی ہو جائے

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

منظوم فارسی کلام

عاشق آں باشد کہ اوگم ازخودست　　در طریقِ عشق خود بینی بدست

عاشق وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو بھول جائے　　طریقِ عشق میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا نہایت بُرا ہے

عشق مے خواہد کلامِ یار را　　رَو بہ پرس از عاشق ایں اسرار را

عشق تو دوست کے کلام کو چاہتا ہے　　جا اور عاشق سے اس راز کو پُوچھ

دل نمے گیرد تسلّی جز خُدا　　ایں چنیں افتاد فطرت ز ابتدا

خدا کے بغیر انسان کا دل تسلی نہیں پاتا　　ابتدا سے آدمی کی یہی فطرت ہے

دل ندارد صبر از قولِ نگار　　کاشتند ایں تخم از آغاز کار

معشوق کے کلام کے سوا دل کو صبر نہیں آتا　　ازل سے خدا نے یہ بیج اس کی فطرت میں بو دیا ہے

آنکہ انساں را چنیں فطرت بداد　　چوں کمالِ فطرتش دادے بباد

وہ خدا جس نے انسان کو ایسی فطرت دی　　وہ کس طرح اس کی فطرت کے اس کمال کو برباد کر دیتا

کارِ حق کے از بشر گردد ادا　　کے شود از کرمکے کارِ خُدا

خدا کا کام انسان سے کیونکر ادا ہو سکتا ہے　　ایک کیڑے سے خدائی کام کب ہو سکتے ہیں

ماہمہ جہلیم و او دانائے راز　　ماہمہ کوریم و او را دیدہ باز

ہم سب جہل محض ہیں اور وہی واقفِ اسرار ہے　　ہم سب اندھے ہیں اور وہی ایک بینا ہے

(براہین احمدیہ)

دعا اور قبولیت دعا

خدا کے پیارے دنیا میں آکر انسانوں کو اپنے زندہ تعلق اور ذاتی تجربہ و مشاہدہ کی بناء پر زندگی کے سچے سرچشمہ اور بہشت حقیقی زندہ خدا کا پتہ دیتے ہیں امام آخرالزماں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود نے اسی سنت قدیم کے مطابق دنیا کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا :-

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"

(کشتی نوح)

زندگی کے سرچشمہ اس زندہ خدا سے قوت و طاقت اور خیر و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ سچی دعا ہے جس سے سعید بندہ میں تعلق مجاذبہ قائم ہونے سے قوت تکوین ظاہر ہوتی ہے۔ اس کیفیت کو حضرت امام آخرالزمان یوں بیان فرماتے ہیں۔

"دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب کے درمیان تعلق مجاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس کے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص طبعیہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے۔ اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلشانہ' اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان

تمام مبادی اثرات پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے جو اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور قحط کیلئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف موید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے یا جو کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے ان کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشہ دکھلا رہے ہیں وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے ہی دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا۔ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اس امی وبیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ **اللھم صل وسلم وبارک علیہ بقدر ھمہ و غمہ وحزنہ لھذہ الامہ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد**

اور میں اپنے ذاتی تجربوں سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے"۔

(برکات الدعا ص ۷-۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو خدائے عرش نے "قبولیت دعا" کے عظیم الشان نشان سے نوازا۔ کوئی نہیں جو اس میدان میں آپ کے مقابل ٹھہر سکے ------ "جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" کی آسمانی آواز آپ نے سنی اور بے شمار دعاؤں کی قبولیت پر خدا سے اطلاع پائی۔ آپ نے دعاؤں کی گریہ وزاری کو انتہا تک پہنچایا۔ راویوں نے بارہا بیان کیا کہ بوقت دعا آپ کی حالت ہنڈیا کی مانند ہو جاتی کیا دن کیا رات آپ کی روح ہر وقت اپنے آقا کے در پہ مضطرب اور بے چین و بیقرار ہو کر جھکی رہتی کہ سچی عبودیت کا یہی تقاضا ہے اور عجز و فروتنی کا یہی طریق ہے جس سے انسان رحم

باری کا وارث ٹھہرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو...... دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے' اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے۔ اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے"

(ملفوظات جلدا ص ۵۲-۳۵۱)

خدا تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق اور اس کی تاثیرات کا علم ہونے پر کون ہے جس کی روح بے اختیار آستانہ رب کریم اور خدائے روف و رحیم پر گرنے کے لئے تڑپ نہ اٹھے۔ ایسی حالت میں تسکین و اطمینان حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ دعا ہے۔ جس کی جامع شکل نماز ہے۔ نماز کو عبادات کا اور دعا کو نماز کا مغز کہا گیا ہے۔ اس تمام کیفیت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود نے نماز کے متعلق جو مختلف مواقع پر ارشادات فرمائے ہیں ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں آپ فرماتے ہیں :۔

"نماز خواہ مخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس تعلق کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں ایک لذت رکھ دی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی شادی ہو تو اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے ویسے ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کرکے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو۔ جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پر ہے جسکی تفصیل نہیں ہو سکتی جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے۔ اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہو جائے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے"۔

(ملفوظات جلد۶ ص ۱۷۱)

"نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا نہایت موثر ہے۔ کیسی بے ذوقی اور بے مزگی ہو اس عمل کر برابر جاری رکھنا چاہیئے یعنی کبھی تکرار آیت **ایاک نعبد و ایاک نستعین** اور کبھی تکرار آیت **اھد نا الصراط المستقیم** کا اور سجدہ میں **یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔** زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خواب گاہ نہایت دھوکہ دینے والی چیز ہے۔ رات کو دعا کرو۔ صبح کو دعا کرو۔ جنگل میں جا کر دعا کرو جماعت کے ساتھ دعا کرو اور تنہائی میں دروازے بند کر کے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہاں تک ہو سکے گریہ وزاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اس کو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ کے روبرو صاف و پاک جاؤ جیسے قرآن شریف کی ہدایات سے اس کا منشا ہے۔ کاہلی کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی منزل تک نہیں پہنچ سکتا"۔

(مکتوب بنام حضرت مولوی محمد احسن صاحب)

سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود کے مبارک الفاظ میں دعا کی کیفیت و ماہیت اور اس کی تاثیر و برکات نیز قبولیت دعا کے مختلف لیکن مجرب طریقوں کا بیان اس غرض سے یکجا کر دیا ہے تا قرآن کریم' احادیث نبویہ' اور الہامات و تحریرات سیدنا حضرت مسیح موعود سے ماخوذ دعاؤں کے حیات بخش' روح پرور اور دل گداز و دل نشین دعائیہ خزائن سے کما حقہ' استفادہ ممکن ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو قبولیت دعا کا جو نشان دیا گیا ہے ہر احمدی اس کا ثبوت اپنے تجربہ سے دیتا رہے اور عرش الٰہی سے آنے والی آواز متضرعانہ دعائیں کرنے والے احمدیوں کے حق میں ہمیشہ سنائی دیتی رہے کہ "**دعاوک مستجاب۔** تیری دعا قبول ہے"۔ (تذکرہ ص ۴۸۶)

(محتاج دعا : محمد اعظم اکسیر)

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے

خصوصی دعاؤں کی تحریک

جیسا کہ احباب جانتے ہیں حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند ہفتوں سے علیل ہیں۔ مختلف طبّی علاجوں کا سلسلہ جاری ہے۔

احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی کامل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ مولا کریم حضرت سیّدہ صاحبہ کو جلد تر صحت عطا کرے اور لمبی زندگی سے نوازے۔

قبولیت دعا کے طریق

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کے الفاظ میں

میں خدا تعالیٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے اس امر کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں کہ انسان کو دعا کس رنگ اور کس طریق سے کرنی چاہیئے کہ جس کے نتیجہ میں وہ قبولیت کا زیادہ امیدوار ہو اور وہ کیا شرائط ہونی چاہئیں کہ جن کے مطابق کی ہوئی دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہو جائے۔ میں قطعاً" کوئی ایسا گر نہیں بتانا چاہتا جس سے آقا خادم اور خادم آقا بن جائے خالق مخلوق اور مخلوق خالق ہو جائے مالک غلام ہو اور غلام مالک قرار پا جائے ہاں ایسے رنگ اور طریق دعا ضرور ہیں کہ جن سے انسان اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے جہاں تک آقا اور خادم، خالق اور مخلوق مالک اور مملوک کا تعلق ہے اپنی بات منوا سکتا ہے۔

............خاص اور اعلیٰ طریق............

انسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں بطور ہتھیار کے ہو جاتا ہے۔ اس کی ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے لئے اور اسی کے اختیار میں ہوتی ہے ایسا انسان جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ مگر یہ کوئی ایسا طریق نہیں ہے جسکے متعلق ہر ایک انسان کو کہہ دیا جائے کہ اس طرح کیا کرو کیونکہ یہ مرتبہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا پانا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اسی لیے میں یہ طریق نہیں بتاؤں گا بلکہ وہ بتاؤں گا جن میں بندہ کا اختیار اور تصرف ہے لیکن ان سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ساری کی ساری دعائیں قبول ہو جاتی ہیں بلکہ یہ کہ زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

............پہلا طریق............

خدا تعالیٰ نے ایسا گر بتایا ہے جو عام طور پر فطرت انسانی میں کام کرتا نظر بھی آتا ہے اور یہ کہ **فلیستجیبو الی**۔ تم میری ہر ایک بات مان لیا کرو اور جو حکم ہم نے تمہارے لئے بھیجے ہیں ان پر عمل کرو اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو شریعت کے ماتحت لے آؤ پھر تمہاری دعائیں قبولیت میں بڑھ جائیں گی۔ کیوں؟ اس لئے کہ خادم کو انعام اسی وقت ملا کرتا ہے جب آقا خاموش ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اسی کی دعا قبول کرتا ہے جو اس کو راضی رکھتا ہے اسی لئے فرمایا **فلیستجیبوالی** میرے بندوں کو چاہیئے کہ اگر وہ اپنی دعائیں قبول کروانا چاہتے ہیں تو میری باتیں مان لیا کریں۔ تو دعا قبول ہونے کا پہلا گر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ہی بتا دیا ہے۔

دوسرا طریق..................

فرمایا ولیومنوابی اگر میرے بندے دعا قبول کروانا چاہتے ہیں تو اس کا دوسرا طریق یہ ہے کہ مجھ پر ایمان بھی لائیں۔ انسان شریعت کے تمام احکام پر عمل کرے اور دعائیں مانگے اور ساتھ ہی اس بات پر ایمان رکھے کہ خدا تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے اگر کوئی زبان سے دعا کرتا ہے۔ لیکن اسے یقین نہیں کہ خدا اس کی دعا قبول کرلے گا تو کبھی اس کی دعا قبول نہیں ہوسکے گی۔ کسی کو یقین ہی نہ ہو تو لاکھ ماتھا رگڑے ناک گھساتے گھساتے دب جائے حلق بیٹھ جائے کبھی دعا قبول نہ ہوگی جس کو خدا پر امید نہیں ہوتی اس کی وہ نہیں سنتا۔ ایک بزرگ ہر روز دعا مانگا کرتے تھے ایک دن جب کہ وہ دعا مانگ رہے تھے ان کا ایک مرید آکر ان کے پاس بیٹھ گیا اور اس وقت ان کو الہام ہوا جو اس مرید کو بھی سنائی دیا لیکن وہ ادب کی خاطر چپ رہا اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ دوسرے دن جب انہوں نے دعا مانگنی شروع کی تو وہی الہام ہوا جسے اس مرید نے بھی سنا اس دن بھی وہ چپ رہا۔ تیسرے دن وہی الہام ہوا۔ اس دن اس سے نہ رہا گیا اس لئے اس بزرگ کو کہنے لگا کہ آج تیسرا دن ہے کہ میں سنتا ہوں ہر روز آپ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری دعا کو قبول نہیں کروں گا۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا تو پھر آپ کیوں دعا کرتے ہیں جانے دیجئے۔ انہوں نے کہا نادان تو تو صرف تین دن خدا کی طرف سے یہ الہام سن کر گھبرا گیا ہے اور کہتا ہے جانے دو دعا ہی نہ کرو مگر مجھے تیس سال ہوئے یہی الہام سنتے لیکن میں نہیں گھبرایا اور نہ ناامید ہوا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا کام قبول کرنا ہے اور میرا کام دعا مانگنا تو خواہ مخواہ دخل دینے والا کون۔ وہ اپنا کام کر رہا ہے میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ لکھا ہے دوسرے ہی دن الہام ہوا کہ تم نے تیس سال کے عرصہ میں جس قدر دعائیں کی تھیں وہ سب ہم نے قبول کرلی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو بلکہ دعا کرتے وقت یہ پختہ یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا ضرور سنے گا اور ضرور سنے گا۔

تیسرا طریق..................

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اگر کوئی احسان مروت اور رحم کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم کرتا ہے تو دعاؤں کی قبولیت کا ایک طریق یہ بھی ہے جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور اس کے لئے دعا کرنی ہو تو اس وقت کسی ایسے انسان کے جو کسی قسم کے دکھ اور تکلیف میں ہو آزار کو دور کیا جائے یا دور کرنے کی کوشش کی جائے جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کے کسی بندے سے ایسا سلوک کرے گا تو اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کے دکھ اور مشکل کو دور کردیگا۔ یہ بہت اعلیٰ طریق ہے۔ اس طریق سے دعا بہت جلد قبول ہو جائے گی۔

چوتھا طریق..................

یہ ہے کہ دعا کرنے سے پہلے کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ انسان ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور بنی نوع انسان سے زیادہ مقبول ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید کے ساتھ آپکا نام بھی رکھ دیا۔ ایسے انسان کی نسبت جو درود بھیج کر خدا تعالیٰ سے برکات چاہئے خدا کی رحمت جوش میں آکر اس پر فضل کرنا شروع کر دیتی ہے وہ انسان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر دعا کرتا ہے اس کی ہر ایک ایسے انسان سے بڑھ کر دعا قبول ہوتی ہے جو بغیر درود شریف کے کرے یہ کوئی ناروا بات نہیں یہ اسی طرح کی ہے کہ جو محبوب سے اچھا سلوک کرتا ہے وہ محب کا محبوب ہو جاتا ہے۔

..............پانچواں طریق..............

پانچوں گر یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی حمد کرے۔ جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کر کے کچھ مانگتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا محتاج بندہ جو کچھ مانگتا ہے اسے دے دیا جائے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے خدا تعالیٰ کی محبت جوش میں آتی ہے۔ حمد کرنے کے وقت کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ جو میری صفات بیان کر رہا ہے میں اس پر اپنی صفات ظاہر کر دیتا ہوں تاکہ اس کو عملی طور پر معلوم ہو جائے کہ جو کچھ وہ میرے متعلق کہتا ہے وہ سب درست ہے تو حمد خدا تعالیٰ کی سب صفات کو جوش میں لے آتی ہے اور سب صفات جمع ہو کر ایک طرف جھک جاتی ہیں تاکہ اس کے بندہ کا کام کریں۔

..............چھٹا طریق..............

دعا کرنے سے پہلے اپنے کپڑوں اور بدن کو صاف کرو اگر جسم پاک ہو تو روح پر بھی اس کا پاک ہی اثر پڑتا ہے۔ اسلام نے تمام عبادتوں کے لئے صفائی کی شرط ضروری قرار دی ہے۔ وہ دعائیں جو ناپاکی کی حالت میں کی جائیں قبول نہیں ہوتیں۔ صوفیاء نے دعائیں کرنے کا لباس الگ بنا رکھا ہوتا ہے جسے خوب صاف ستھرا رکھتے اور خوشبوئیں لگاتے ہیں۔

..............ساتواں طریق..............

دعا کی قبولت کا ایک اور طریق ہے اور وہ یہ کہ دعا کے لئے ایسا وقت انتخاب کیا جائے جبکہ خاموشی ہو میں نے حضرت مسیح موعود........ کو دیکھا ہے آپ جنگل میں تنہا چلے جایا کرتے علیحدہ علیحدہ جگہ اور خاموش وقت میں خاص توجہ سے دعا کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ توجہ کے لئے کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی اس لئے طبیعت کا زور ایک ہی طرف لگتا ہے جو اپنے سامنے کی ہر ایک روک کو بہا کر لے جاتا ہے۔

..............آٹھواں طریق..............

جب کوئی انسان کسی معاملہ کے متعلق دعا کرے تو پہلے اپنے نفس کی کمزوریوں کا مطالعہ کرے۔ انسان کو چاہیئے کہ

اپنے نفس کو بالکل گرا دے یہ بندے اور خدا میں تعلق پیدا ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اس سے دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔

...............نواں طریق...............

جب انسان دعا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کو اپنی آنکھوں کے سامنے لے آئے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے انعام اور فضل کا ایسا نقشہ کھینچے کہ اس کا رواں رواں خدا کی محبت والفت سے پر ہو جائے اس وقت اس کے دل پر جوش اور شوق سے امید ایک ایسی لہر مارے گی کہ وہ جو دعا کرے گا وہ قبول ہو جائے گی۔

...............دسواں طریق...............

جس طرح خدا تعالیٰ کے انعامات کو نظر کے سامنے لانا چاہیے اسی طرح اس کے غضب کو سامنے لایا جائے پھر دعا کرے یہ دعا خوف اور طمع کی دعا ہوگی جس کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا۔ ایک طرف اس کے خوف ہوگا اور دوسری طرف طمع۔ یہ دو دیواریں ہونگی جو اسے دنیا سے کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کردیں گی اور اس طرح اس کی دعا قبول ہوگی۔

...............گیارہواں طریق...............

پھر جب کوئی شخص دعا کرنے لگے تو اپنی حالت کو چست بنائے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان سے دعا زیادہ عمدگی سے نکلتی ہے اور مختلف پیراؤں میں دعا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

...............بارہواں طریق...............

کسی خاص معاملہ کے قبول کرانے کے لئے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہئیں جنکو خدا تعالیٰ نے قبول ہی کرلینا ہو مثلاً یہ کہ الٰہی دین اسلام کی بڑے زور شور سے اشاعت ہو تیرا جلال اور قدرت ظاہر ہو۔ تیرے انبیاء کی عزت بڑھے۔ خدا کہے گا کہ ایسا ہی ہو۔ اس طرح دعائیں کرتے کرتے اپنا مقصد بھی پیش کردیں کہ الٰہی یہ بات بھی ہو جائے۔ تو دعا قبول کرانے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔

...............تیرہواں طریق...............

خاص مقامات پر دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے پس انسان کو چاہیے کہ جب دعا کرنے لگے تو ایسے ہی مقامات کو چن کر کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس بھی ایک مصلی تھا آپ فرماتے کہ میں جب کبھی اس مصلے پر بیٹھ کر دعا کرتا

ہوں تو خاص طور پر قبول ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو پسند فرمایا ہے اور صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے ایک خاصہ جگہ معین کر دیتے تھے جہاں سوائے عبادت کے اور کوئی کام نہیں کئے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود...... نے بھی ایک بیت الدعا بنایا ہوا تھا۔ تو یہ بھی دعا قبول ہونے کا ایک طریق ہے۔

......چودھواں طریق......

ہر ایک دعا خدا تعالیٰ کے اسماء کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے جب کوئی انسان دعا مانگنے لگے تو اسے چاہیئے کہ اول اپنی حاجت اور ضرورت کو دیکھے اور پھر اس کے مطابق خدا تعالیٰ کے نام کو تلاش کرے اور اس نام کو لیکر خدا تعالیٰ کو پکارے تو بہت جلد دعا قبول ہو جاتی ہے۔

......پندرھواں طریق......

خدا تعالیٰ کا نام اللہ ایک ایسا نام ہے جس کو پکار کر ہر ایک مدعا اور مقصد کے مطابق خدا تعالیٰ کی کوئی صفت اسے یاد نہ آتی ہو تو اسے چاہیئے کہ اللہ کو پکار کر اپنی دعا کرے کیونکہ یہ ایک نام ہے جو اس کی تمام صفات پر حاوی ہے۔ دشمن سے بچنے۔ تنگی سے مخلصی پانے' گناہ بخشوانے' تکلیف دور کرنے غرضیکہ ہر قسم کی دعا کرنے کے لئے یہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ہمارے لئے بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ قسم قسم کے مخالف پیدا ہو گئے ہیں اور قسم قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں۔ انکے دفعیہ کے لئے ہمیں بہت کوشش اور ہمت کرنے کی ضرورت ہے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کونسا طریق کامیابی کا ہو سکتا ہے کہ آپ ہی ہماری مدد کیجئے پس آپ لوگ اپنے اعتقاد اپنے اعمال میں خاص اصلاح کر لیں تاکہ ہمارا کھانا پینا' چلنا پھرنا' سونا جاگنا' غرضیکہ ہر سکون اور ہر حالت اسی کے لئے ہو جائے''۔

(ترتیب و تلخیص : محمد اعظم اکسیر)

تصحیح انصار اللہ ماہِ مارچ ۱۹۹۲ء

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۹	لَا یُغَیِّرُ	لَا تُغَیِّرُ	۱۰	کہ نورشد	کو نورشد
۱۰	تامجوشد	تانجوشد	۳۳	محمود احمد مجیب اصغر	محمود مجیب اصغر
"	مے یابد بسے	مے باید بسے	"	خلیفۃ السمیح	خلیفۃ المسیح

قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

ضروری ہے کہ لقاء کے مضمون کو بار بار جماعت کے سامنے بیان کیا جائے

(سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ اپریل ۱۹۹۰ء سے اقتباس)

" آج دنیا میں کوئی احمدی گھر شاذ ہی ایسا ہو گا جس نے اس انتشار نور سے حصہ نہ پایا ہو۔ جس میں ایسے گواہ نہ قائم ہو گئے ہوں جو اپنے ذاتی تجارب سے گواہی دے سکتے ہوں کہ ہم نے خدا کو مستجاب الدعوات پایا ہے۔ آڑے وقتوں میں وہ ہماری دعاؤں کو سنتا اور ہمارے کام آتا ہے اور اس کا نزول ہم نے دوستی کے رنگ میں بھی دیکھا اور دشمنوں سے دشمنی کرنے کے طور پر بھی دیکھا۔ ہر رنگ میں ہم نے اس کو ایک وفادار محبت کرنے والا اور بہت ہی مہربان زندہ وجود کے طور پر دیکھا اور زندہ وجود کے طور پر پایا ہے۔ یہ وہ گواہی ہے جو آج لکھو کھا احمدی دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں دے رہے ہیں۔ اگر کچھ گھروں میں اس پہلو سے خلا محسوس ہو۔ اگر ایک ایسی نسل آج پیدا ہوئی جو ان گواہوں میں شامل نہیں بلکہ سننے والوں میں شامل ہے تو یہ ایک خطرے کا مقام ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ لقاء کے مضمون کو بار بار جماعت کو یاد دلایا جائے اور کثرت کے ساتھ ذہن نشین کرایا جائے اور دلنشین کروایا جائے کہ ہماری روحانی زندگی لقاء پر منحصر ہے۔ جو نسلیں لقاء سے محروم رہ جائیں گی وہ احمدیت کے انجام کی خبریں دینے والی نسلیں ہوں گی اور دردناک خبریں دینے والی ہوں گی۔ اس لئے دعائیں بھی کریں اور کوششیں بھی کریں اور نئی نسلوں کو یاد بھی کرائیں اور ان کو ان راہوں پر چلائیں جن راہوں پر خدا کی لقاء نصیب ہوتی ہے تاکہ نسلاً بعد نسل ہم اس نور کے گواہی دینے والے دنیا کے سامنے پیش کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ ہر آنے والی نسل پہلی نسلوں سے فیض پاتی رہے۔ اور پھر اگلی نسلوں کو فیض پہنچاتی رہے۔

یاددہانی اور 'تحدیث نعمت کے طور پر میں نے کچھ واقعات اکٹھے کئے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے زمانے کے اور بعد میں آنے والے زمانوں کے لیکن چونکہ یہ بہت ہی وسیع مضمون تھا' اختصار کرتے کرتے چند واقعات ہی چن سکا ہوں جو نمونہ آج آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو کہ لقاء ہوتی کیا ہے؟ کس طرح خدا اپنے بندوں پر فیض فرمایا کرتا ہے۔ کس طرح خدا والوں کی علامتیں ان میں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ دلائل کی دنیا اور ہے اور شہادت کی دنیا اور ہے۔ شہداء دراصل خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت ہوا کرتے ہیں "۔

" ان واقعات سے لطف اندوز ہوں اور ان کے نتیجے میں اگر دنوں میں لقاء کی تمنا بے قرار ہو اور ایسی التجائیں دل سے اٹھیں کہ خدا آج کی نسلوں پر بھی اسی طرح نازل ہونے لگے جس طرح پہلی نسلوں پر نازل ہوا کرتا تھا تو ہم سمجھیں گے کہ

ہم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پالیا ہے۔ اور یہی ہمارے لئے حقیقی اور دائمی عید کا زمانہ ہو گا"۔

"طاعون کے زمانے میں جب حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے یہ پیشگوئی کی کہ خدا کے فضل کے ساتھ احمدیوں میں سے بھاری تعداد طاعون کی وباء سے بچائی جائے گی اور میرے گھر پر اس بیماری کے نتیجے میں کوئی ایسا حملہ نہیں ہو گا جسے دشمن ہنسی کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ خدا یہ امتیازی سلوک اس شان سے دکھائے گا کہ دنیا اس امتیاز کو کھلے بندوں دیکھے گی جیسے دن کی روشنی میں ایک چیز کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ یہ اعلان تھے جو دنیا میں ہو رہے تھے۔ اس پر کتابیں لکھی جا رہی تھیں اور بار بار اشتہارات دیئے جا رہے تھے اور ساری جماعت کو نمونے کے طور پر دنیا کے سامنے رکھا جا رہا تھا کہ ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو ٹائیفائڈ کا بخار اس شدت سے ہوا۔ جو بہت چھوٹی عمر کے تھے کہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر اس بیماری میں یہ مر گئے تو ساری دنیا ہنسے گی اور کہے گی کہ دراصل تم نے ٹائیفائڈ بنا دیا ہے یہ طاعون ہی تھا اور تم اپنے دعووں میں جھوٹے نکلے۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) لکھتے ہیں کہ جب حالت ابتر پیدا ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں ایک بلا ہے۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجابت دعا کی ایک کھلی نشانی تھی اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کے دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بے تابی اور بے ہوشی بالکل دور ہو چکی ہے اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو دیکھنے والوں میں سے آج یہاں بھی بیسیوں ہوں گے اگر سینکڑوں نہیں اور وہ گواہ ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بعد میں ان کو لمبی عمر عطا فرمائی"۔

....

ایک چھوٹا سا واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔ افغانستان کی ایک مہاجرہ کے متعلق، ان کا نام امۃ اللہ بی بی تھا، ان کو ہم لال پری کہا کرتے تھے۔ یہی ان کا نام مشہور تھا اور ان کی اولاد انگلستان میں بھی موجود ہے اور جرمنی میں بھی موجود ہے۔ جنہوں نے خود اپنی والدہ سے یہ سارے قصے سنے ہوئے ہیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ بچپن میں آشوب چشم کی سخت شکایت ہو جاتی تھی اور آنکھوں کی تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سرخی کی وجہ سے آنکھ کھولنے تک کی طاقت نہیں رہتی تھی۔ والدین نے بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا تکلیف بڑھتی گئی۔ ایک دن جب ان کی والدہ پکڑ کر ان کی آنکھوں میں دوائی ڈالنے لگی تو وہ ڈر کر یہ کہتے ہوئے بھاگ گئی کہ میں تو حضرت صاحب سے دم کراؤں گی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گرتی پڑتی حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے گھر پہنچ گئی اور حضور کے سامنے جا کر روتے ہوئے عرض کیا

کہ میری آنکھوں پر دم کریں۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے دیکھا تو میری آنکھیں خطرناک طور پر ابلی ہوئی تھیں اور میں درد سے بے چین ہو کر کراہ رہی تھی۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اپنی انگلی پر اپنا تھوڑا سا لعاب دہن لگایا اور ایک لمحے کے لئے رک کر جس میں شاید حضور دل میں دعا کر رہے تھے۔ بڑی شفقت کے ساتھ اپنی یہ انگلی میری آنکھوں پر آہستہ آہستہ پھیردی اور پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ بچی جاؤ اب خدا کے فضل سے تمہیں یہ تکلیف کبھی نہ ہوگی۔ مسمات امتہ اللہ بی بی بیان کرتی ہے کہ اس کے بعد آج تک جبکہ میں ۷۰ سال کی بوڑھی ہو چکی ہوں۔ کبھی ایک دفعہ بھی میری آنکھیں دکھنے نہیں آئیں اور میں خود بھی اس بات کا گواہ ہوں۔ بچپن میں ہم نے بارہا ان کو اپنے گھروں میں آتے جاتے دیکھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے گھر تو وہ بہت ہی خدمت کیا کرتی تھیں۔ کبھی ان کو کسی نے بھی آشوب چشم میں مبتلا نہیں دیکھا۔

....

اس قسم کے شفاء کے واقعات ایسے لوگوں کے حق میں بھی رونما ہوئے جو بیعت پر آمادہ نہیں تھے کسی وجہ سے متردد تھے اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ذریعے انہوں نے جب خدا کی لقاء کے جلوے دیکھے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو شرح صدر ہوا انہیں خوش نصیبوں میں میری نانی....... بھی شامل تھیں۔ یعنی سیدہ مریم بیگم میری والدہ کی والدہ۔ میرے نانا نے باوا اس کے کہ اس زمانے میں راولپنڈی کے ماحول میں کلر سیداں کے علاقے میں ایک احمدی ہونا ایک بہت ہی بڑا زلزلہ برپا ہونے والی بات تھی اور پھر سید خاندان می کوئی احمدی ہو جائے تو اس سے تو قیامت ٹوٹ پڑتی تھی لیکن ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی تقویٰ اور جرات تھی اور باوجود اس کے کہ ایک بہت ہی قدیم سیدوں کی گدی میں ایک صاحب حیثیت بزرگ تھے۔ پھر بھی انہوں نے جرات کے ساتھ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو قبول کیا لیکن نانی....... ڈرتی رہیں اور وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ اگر میں نے بیعت کر لی تو مجھے میرے پہلے پیر کی بددعا نہ لگ جائے۔ ایسی حالت میں ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گئیں اور ڈاکٹروں نے ان کی صحت سے جواب دے دیا اور یہ بتا دیا کہ حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ اب کسی گھڑی کی مہمان ہیں۔ ایک دو گھڑی کی مہمان ہیں۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) رؤیا میں نظر آتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔ کیا تکلیف ہے۔ جواب سن کر پانی دم کر کے دیا اور حضور نے خواب ہی میں اپنا نام اور سکونت بتائی...... انہوں نے خود روایت کی کہ میرا خیال تھا کہ صبح تک میرا جنازہ نکلے گا۔ مگر اس رؤیا کے بعد خلاف توقع جب میں بیدار ہوئی تو بالکل صحت مند تھی اور جسم میں طاقت پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس نشان کو دیکھ کر اسی وقت انہوں نے فوراً قادیان آدمی دوڑایا کہ جلدی سے میری بیعت کا خط لے جاؤ تاکہ بلا تاخیر میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی صداقت کی گواہوں میں لکھی جاؤں........ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے زمانے میں اس کثرت سے احیائے موتی کے اور غیر معمولی طور پر بگڑے ہوئے مریضوں کی شفاء کے واقعات نظر آتے ہیں کہ آج بھی ہزاروں وہ لوگ

زندہ ہیں جنہوں نے اپنے ان بزرگوں کو دیکھا ہے جو زندہ نشان تھے۔ جنہوں نے ان نشانات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن یہ کوئی ایسا قصہ نہیں جو ماضی میں رہ گیا ہو۔ یہ انتشار نور جاری رہا ہے اور پچھلی پوری صدی گواہ ہے کہ مسلسل جاری ہے اور آج بھی جاری ہے۔

....

حضرت مولوی عبدالمالک خاں صاحب...... یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے میں فیروز پور میں متعین تھا۔ (مختصراً" میں ان کی طرف سے یہ بیان کر دیتا ہوں) ان کی بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہو گئیں۔ بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں ان کی بڑی بیٹی فرحت پیدا ہوئی تھیں جو آج کل حیدر آباد دکن میں ہیں۔ اس کے نتیجے میں بے احتیاطی ہوئی۔ بخار چڑھ گیا جو انفیکشن کا بخار تھا۔ اس زمانے میں تو ابھی پینسلین وغیرہ ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ بخار اکثر مہلک ثابت ہوا کرتا تھا اور ۱۰۸ تک درجہ حرارت پہنچ گیا۔ وہ اپنی بیوی کو ہسپتال چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگے اور جا کر وہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا...... حضرت (فضل عمر) باہر نکلے اور کہا۔ مالک! کس طرح آئے ہو اور ساتھ ہی مجھے لے کر اندر ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔ جہاں حافظ مختار احمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے دعا کی اور چند لمحہ توقف فرمایا اور میرے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ مولوی صاحب اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہو گا۔ اس جگہ حضرت حافظ مختار احمد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ حضور نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا۔ آپ اب جا سکتے ہیں۔ اس پر حضرت حافظ صاحب بھی میرے ہمراہ باہر تشریف لائے۔ اور باہر نکل کر مجھے بتایا کہ آپ کی بیوی کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا ہو گا۔ کیونکہ جس لمحہ حضور نے آپ کو بشارت دی اس وقت میں نے گھڑی دیکھی تو بعینہٖ اس وقت پونے دس کا وقت تھا۔ اس لئے اب جایئے اور جا کر دریافت کریں کہ یہ بخار کب ٹوٹا تھا۔ کہتے ہیں میں واپس فیروز پور پہنچا۔ ہسپتال میں جو عیسائی ہاسپٹل تھا۔ وہاں کی عیسائیں لیڈی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ میری بیوی ٹھیک ہو چکی ہے اور میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا۔ اس نے کہا۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ ٹھیک ہو گئی ہے اور تمہیں کیسے پتہ چلا کہ پونے دس بجے ٹوٹا ہے انہوں نے کہا کہ میں قادیان سے آ رہا ہوں۔ اس طرح میں نے دعا کی درخواست کی تھی۔ یہ واقعہ ہوا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے۔ شاید اس امید پر کہ یہ بات جھوٹی نکلے۔ وہ اسی وقت حالانکہ ملاقات کا وقت نہیں تھا' مولوی عبدالمالک خاں صاحب کو ساتھ لے کر ان کے کمرے میں گئی اور بخار کا چارٹ دیکھا۔ عین ۹ بجے کے ۴۵ منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ گواہ بنا ہوا کھڑا تھا۔

....

پس یہ جو رویت اور لقاء کے واقعات ہیں۔ یہ احمدیت میں ایک زندہ حقیقت کے طور پر جاری و ساری ہیں اور پیچھے

رہنے والے نہیں ہیں۔ گزشتہ ایک صدی کے احمدیوں نے اپنے ایمان اور وفا سے ان کی حفاظت کی۔ میں آپ کو آج یہ متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے آنے والی صدی میں اسی طرح وفا اور ایمان کے ساتھ ان کی حفاظت نہ کی تو آپ خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ یہ عظیم نعمت ہے جسے خدا ہرگز نہیں بدلے گا۔ اگر آپ نے اس کو نہ بدلا۔ کیونکہ قرآن کریم کا وعدہ ہے...... جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو نعمت عطا کیا کرتا ہے کبھی بھی اس کو خود نہیں بدلتا یہاں تک کہ قوم اپنے اعمال اور کرداروں کی وجہ سے اس کو بدلنے کا فیصلہ نہ کرے"۔

"اسی طرح مربیان کے ساتھ پیش آنے والے دلچسپ واقعات میں سے ایک واقعہ انڈونیشیا کا میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مولوی محمد صادق صاحب...... لکھتے ہیں کہ اسی شہر پاڈانگ میں (یعنی اس وقت وہ وہاں متعین تھے) ایک زمانہ میں حضرت مولانا رحمت علی صاحب ایک مخلص احمدی مسمی داوٗد صاحب کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے جو محلہ "یاسر مسکین" میں واقع تھا۔ اس علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے اوپر بالکل ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ اتفاقاً" ایک مرتبہ اس محلہ میں آگ لگ گئی۔ جو ارد گرد کے تمام مکانات دہکاتی ہوئی مولانا صاحب کی رہائش گاہ کے قریب پہنچ گئی حتیٰ کہ اس کے شعلے مولانا صاحب کے مکان کے چھجے کو چھونے لگے۔ چنانچہ یہ صورت حال دیکھ کر تمام احمدی اور غیر احمدی محلہ دار حضرت مولانا رحمت علی صاحب کو باصرار کہنے لگے کہ وہ فوری طور پر مع سامان اس عمارت سے باہر نکل آئیں مگر مولوی صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور دعا میں لگے رہے اور بڑے اطمینان سے انہیں تسلی دیتے رہے کہ یہ آگ...... ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ یہ مکان سیدنا حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ایک مرید کا ہے۔ جس کا ایک حصہ اس وقت حضور کے ایک غلام اور ادنیٰ مجاہد کی رہائش گاہ ہے اور حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے...... فرمایا ہے کہ "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" پس یہ آگ اس عمارت کو بھسم کرنے میں ناکام رہے گی اور جہاں تک پہنچی ہے وہی رک جائے گی۔ کیونکہ آگ خدا کے حکم سے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے سچے مریدوں کی غلام بنائی گئی ہے۔

یہاں "سچے مریدوں" کے لفظ کو خاص طور پر پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ صاحب ایمان بھی ہو۔ صاحب وفا بھی ہو اور اپنے اعمال کے لحاظ سے اس لائق ہو کہ سچے مریدوں میں اس کا شمار ہو جیسا کہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب تھے۔ یہ گواہی دیتے ہیں مولانا محمد صادق صاحب کہ "مولانا صاحب ابھی یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک بادل امڈ آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھدیا۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت نہ ہوئی کہ وہ دیگر عمارتوں کی طرح اس عمارت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکے۔

....

اس کے برعکس ایک دلچسپ واقعہ بھی ان کا بیان کیا گیا ہے۔ مولانا محمد صادق صاحب ہی لکھتے ہیں کہ انڈونیشیا میں احمدیہ مشن کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ پاڈانگ شہر میں مولانا رحمت علی صاحب...... مربی انچارج انڈونیشیا

ایک احمدی درزی مکرم محمد یوسف صاحب کی دوکان پر بیٹھے تھے کہ اتفاقاً" ہالینڈ کے ایک عیسائی بشپ پادری اپنے ساتھیوں سمیت تبلیغ کرتے ہوئے وہاں آنکلے اور مولانا صاحب سے ان کا اسلام اور عیسائیت پر تبادلہ خیالات شروع ہو گیا جسے سننے کے لئے لوگ بکثرت وہاں جمع ہو گئے۔ اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ اس علاقہ میں جب بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے مسلسل ہوتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ پادری صاحب کو ایک موقعہ ہاتھ آگیا۔ دلائل سے عاجز آگئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو جھوٹا کرنے کے لئے ان سے ایسا نشان مانگا جائے جو کسی انسان کے بس میں نہیں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں اور آپ (کے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سچے ہیں) تو ہمیں یہ کرشمہ دکھایئے کہ اس موسلا دھار بارش کو یکدم بند کردیں۔ چنانچہ اس کا یہ مطالبہ کرنا ہی تھا کہ مولوی صاحب نے بلا حیل و حجت اپنے زندہ اور کامل خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے بڑی پراعتماد آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے بارش! تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور دین حق کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے۔ دین حق کے خدا پر قربان جایئے کہ اس بات کے چند منٹ کے اندر اندر وہ بارش تھم گئی اور وہ پادری اور اس کے سارے ساتھی ششدر رہ گئے"۔

....

"حال ہی کا تازہ ایک واقعہ غانا کا آپ کو سناؤں۔ وہاں ایک دوست ہیں۔ بشیر ڈنکور۔ ان کی اہلیہ محترمہ کو ۶ سال سے حمل ساقط ہونے کا مرض تھا۔ انہوں نے مجھے دعا کے لئے لکھا اور میں نے ان کو ایک خط جواباً" لکھا۔ بعد میں وہ خود (مربی) انچارج کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ان کو یہ واقعہ سنایا کہ انہوں نے جب مجھے دعا کے لئے لکھا تو میری طرف سے ان کو یہ جواب موصول ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے ہاں لڑکی پیدا ہو گی اور ساتھ ہی اس بچی کا نام "امتہ الحی" اس خط میں تجویز کیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے جا کر (مربی) کے سامنے گواہی دی کہ بعینہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے بچی عطا ہوئی جو خدا کے فضل سے زندہ ہے اور میں نے اس کا نام ہدایت کے مطابق "امتہ الحی" رکھ دیا ہے"۔

....

آپ کو یاد دلانے کے لئے کہ ہم مارنے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ زندہ کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ مزاج بدلنے کی خاطر اور اس مزاج کی طرف واپس لانے کے لئے جو درحقیقت احمدیت کا مزاج ہے' چند زندگی سے تعلق رکھنے والے واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں....... درحقیقت حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) زندگی کا پیغام لے کر آئے تھے اور جماعت کو بھی ہمیشہ زندگی بخش بننا چاہیئے۔ کثرت کے ساتھ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے....... مجھے بھی یہ نشان دیا اور کثرت کے ساتھ دعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں مردوں کو زندہ ہوتے ہم نے دیکھا ہے۔ یہ واقعات اس

کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ دنیا اکٹھے کرے گی۔ اس وقت میں آپ کے سامنے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے دو تین واقعات رکھنا چاہتا ہوں (میں دو رکھتا ہوں جن کا خاص طور پر اس مضمون سے تعلق ہے)

شیخ رحمت اللہ ساکن موضع ططفل والا نزیک قادیان بیعت ۱۹۰۲ء تحریر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سیر سے واپس آرہے تھے۔ ہم ساتھ تھے۔ ایک شخص کو حضور کا منتظر پایا۔ وہ بے تحاشا حضور کی طرف دوڑا اور پاؤں پکڑنا چاہے لیکن حضور نے اسے پکڑا اور سیدھا کھڑا کر دیا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا۔ میری زندگی موت سے بدتر ہے۔ آپ دعا کریں کہ مجھے اس زندگی سے نجات مل جائے۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے مجھے زندہ کرنے کے لئے بھیجا ہے مارنے کے لئے نہیں۔ میں آپ کی صحت کے لئے دعا کروں گا۔ وہ شخص مرگی کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس کے بعد وہ بیس دن قادیان میں ٹھہرا لیکن اس پر مرض کا حملہ نہیں ہوا۔ پھر وہ بیعت کر کے گیا۔ بعد ازاں دو سال تک کبھی نہ کبھی اس سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا اور وہ یہی بتاتا تھا کہ اس دن کے بعد پھر اس پر کبھی مرض کا حملہ نہیں ہوا"۔

....

"حکیم مفتی فضل الرحمان صاحب مہاجر۔ (قادیان کے لوگ تو ان کو خوب اچھی طرح جانتے تھے) وہ روایت کرتے ہیں کہ میری بیوی کو بچہ تولد ہونے کے ساتویں دن مغرب کے قریب اس بخار کے آثار ظاہر ہوئے جو عام طور پر انفیکشن کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ (یہ الفاظ ان کے نہیں ہیں۔ وہ (یہ کہتے ہیں کہ) ان دنوں میں وباء تھی۔ اس لئے میں مغرب کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں دوڑا گیا اور ان سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا یہ تو بڑی خطرناک مرض کا پیش خیمہ ہے۔ تو فوراً اس کو دس رتی ہینگ دے دو۔ میں عشاء کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا مرض میں تو ترقی ہو گئی ہے فرمایا دس رتی کونین دے دو اور ایک گھنٹہ کے بعد پھر مجھے اطلاع دو۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ میں سو گیا ہوں۔ بے تکلف مردانہ سیڑھیوں سے آواز دو۔ ایک گھنٹہ بعد میں پھر گیا اور عرض کیا کہ کوئی افاقہ نہیں ہے۔ فرمایا دس رتی مشک دے دو۔ میں نے عرض کیا کہ اس وقت مشک کہاں سے لاؤں۔ حضور ایک مٹھی بھر مشک لے کر آئے اور فرمایا۔ یہ دس رتی ہوگی۔ میں نے عرض کی۔ حضور! یہ تو بہت زیادہ ہے فرمایا لے جاؤ۔ کام آئے گا۔ میں نے وہ لے لی اور دس رتی مریضہ کو دے دی۔ ایک گھنٹہ بعد پھر گیا اور عرض کیا کہ مرض میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ فرمایا دس تولہ کسٹرائل (CASTOROIL) دے دو۔ میں نے آکر دس تول کسٹر آئیل بھی دے دیا۔ اس کے بعد اس کو سخت قے ہوئی اور قے اس مرض میں آخری مرحلہ ہوتا ہے۔ قے کے بعد اس کا سانس اکھڑ گیا۔ گردن پیچھے کو کھچ گئی۔ آنکھوں میں اندھیرا آگیا اور زبان بند ہو گئی۔ میں بھاگ کر سیڑھیوں پر چڑھا اور حضور نے میری آواز سن کر دروازہ کھول دیا اور فرمایا۔ کیوں خیر ہے؟ میں نے عرض کیا اب تو حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ سانس اکھڑ گیا ہے۔ گردن کھچ گئی۔ آنکھوں میں روشنی نہیں رہی۔ زبان بند ہو گئی ہے۔ فرمایا : دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلا لئے اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ۔ میں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا جب

اس کو صحت نصیب ہو جائے گی۔

یہ سن کر میں واپس لوٹ آیا اور اسے کہا کہ اب تجھے کیا فکر ہے۔ اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اس وقت رات کے دو بج چکے تھے۔ میں گھر آیا اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں جا کر سو گیا۔ صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے میری آنکھ کھلی۔ جب میں نے دیکھا تو میری بیوی پائنتی کی طرف کچھ برتن درست کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے۔ آپ تو سو رہے اور مجھ پر دو گھنٹہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرما دیا۔

....

یہ پیغام ہے۔ آپ کے لئے۔ آپ کے خدا کی قدرتوں کے نشان ہیں۔ ایک سو سال تک آپ کے بزرگوں نے گواہی دی ہے کہ آپ خدا والے لوگ ہیں اور یہی گواہیاں ہیں جو دنیا کو زندہ کرنے والی گواہیاں ہیں۔ دشمنوں پر موت بھی نازل ہوگی۔ دشمنوں پر قہری تجلیاں بھی نازل ہوں گی لیکن یاد رکھیں کہ آپ...... موت وارد کرنے کے لئے نہیں بلکہ زندگی بخشنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دنیا کے وسیلے اختیار کرنا ایک فرض ہے اور دیکھیں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے کس طرح سارے وسیلے اختیار کیے۔ آج پاکستان کا حال یہی ہو چکا ہے۔ جتنے دنیا کے وسیلے تھے۔ میں نے اور آپ نے سب کر دیکھے ہیں اور اس........ قوم کو مرض سے شفاء نصیب نہیں ہو رہی۔ اب دعائیں کریں کہ.......... اے خدا! تو ایک ہی نہیں بلکہ ساری قوم کو زندہ کرنے کی توفیق اور طاقت رکھتا ہے تو اپنے فضل اور معجزے سے ان کو زندگی بخش اور اگر ان کے لئے زندگی مقدر نہیں ہے (خدا کرے کہ زندگی مقدر ہو) تو پھر ان کو ایک ایسی عبرت کا نشان بنا دے کہ ان کی موت سے ساری دنیا زندہ ہو جائے لیکن بہرحال پہلی دعا پر زور دیں اور زندگی کی دعائیں مانگیں۔ کیونکہ ہمیں زندگی بخشنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ موت ایک عبرت کا نمونہ لازمہ ہے۔ زندگی کے ساتھ یہ بھی ہوتی رہتی ہے۔ مگر ہماری قدرت کا نشان' ہمارا خدا سے محبت اور تعلق کا نشان لوگوں کو زندہ کرنے میں ہے۔ ان کو مارنے میں نہیں ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے دو تین شعر پڑھ کر میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

ہم ساری دنیا میں یہ اعلان کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم آج بھی وہ یار ہمارے در پر ہے۔ ہماری پشت پر کھڑا ہے۔ ہمارا ساتھ اپنی رفاقت اور پیار کا اظہار کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی رحمت اور شفقت اور رافت کے نشان احمدیوں کے حق میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان نشانوں کی حفاظت کریں اور اعلان کیں اور برملا اعلان کریں کہ ؎

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پر گر اس سے ہیں جدا
اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

پس اللہ کرے کہ ہمارے گھر گھر میں خدا تعالیٰ کی لقاء کے نشان نازل ہوں اور اس تمام صدی ہم ان نشانات کے حق دار بنے رہیں۔ ان نشانات کے حاصل کرنے کے حق دار بنے رہیں اور تمام صدی ان نشانات کی اپنی جان سے بڑھ کر حفاظت کریں۔ اور پھر اگلی صدی کو یہ امانت اس پیغام کے ساتھ سونپ دیں کہ جب تک ہماری پیش گئی ہم نے ان نشانات کی حفاظت کی اور خدا تعالیٰ کی رفاقت کے حق ادا کئے۔ خدا آپ کو بھی یہ توفیق عطا کرے اور قیامت تک آپ یہ جھنڈا سر بلندی کے ساتھ آگے بڑھاتے چلے جائیں"۔

❀❀❀

یوم تحریک جدید — ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک

امراء و صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست

امسال (۱۹۹۱ء) مجلس مشاورت میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا جسے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرما لیا کہ "وکالت دیوان چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ یوم تحریک جدید منانے کا اہتمام کرے"۔

۱ - اس کی تعمیل میں آپ سے درخواست ہے کہ ۲۴۔ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک یوم تحریک جدید منایا جائے جس میں احباب جماعت کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

۲ - اس موقع پر امراء/صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے دیگر مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

۳ - خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت عملی بیان کی جائے۔

(باقی صفحہ ۴۵ پر)

قرآن کریم کی درست تلاوت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منصوبہ

جولائی ۱۹۹۱ء میں انٹرنیشنل شوریٰ منعقدہ اسلام آباد ٹلفورڈ یو۔کے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افراد جماعت میں قرآن کریم کی درست تلاوت کی اہلیت پیدا کرنے سے متعلق جو منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا تھا وہ ذیل میں پیش ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس منصوبہ کو جماعت کی ذیلی تنظیموں (خدام الاحمدیہ۔ لجنہ اماء اللہ۔ انصاراللہ) کے ذریعہ نافذ کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا شوریٰ سے خطاب انگریزی زبان میں تھا اس کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

(محمد اعظم اکسیر صدر کمیٹی تعلیم القرآن۔ انصار اللہ۔ پاکستان)

تجویز ۹۰-۱-۲ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات

یہ ایک تفصیلی رپورٹ ہے کہ اس معاملے (یعنی منصوبہ تعلیم القرآن) کو دنیا بھر میں کس طرح پیش کیا جارہا ہے۔ اسی اثناء میں ہم نے مزید کچھ تجربہ حاصل کرلیا ہے اور اس تجربہ کی روشنی میں میں نے جماعت کو مزید ہدایات دی ہیں جو آپ کے ذہن میں ہروقت مستحضر رہنی چاہئیں۔

آڈیو وڈیو کے باوجود استاد کی ضرورت

سمعی و بصری (آڈیو وڈیو) کی تربیت بہت مفید ہے لیکن یہ کافی نہیں۔ کسی قسم کی موزوں تربیت محض اسی ذریعہ سے نہیں دی جاسکتی خواہ پروگرام کتنے ہی مرتب ہوں اور انہیں کتنے ہی بہتر انداز میں نافذ کیا گیا ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک استاد کی بہرحال ضرورت ہے۔ چنانچہ جب بھی میں نے کسی ملک کی کسی جماعت کا دورہ کیا تو اسی بات کے پیش نظر زیر تربیت طلباء کا معیار معلوم کرنے کی کوشش کی اور ان کے ذریعہ سے ان کے اساتذہ کے معیار کو بھی پرکھا کہ انہوں نے طلباء کی کس طرح تربیت کی۔ جب لجنہ۔ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی بعض تربیتی کلاسوں کے انعقاد پر مجھے انعامات وغیرہ تقسیم کرنے کی دعوت دی گئی تو میں نے سب سے پہلے تعلیم و تربیت کے معیار کا خصوصی جائزہ لیا۔ اور مجھے یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ مطلوبہ مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوا بلکہ جزوی طور پر بھی حاصل نہیں ہوا۔ بیشتر طلباء کو مناسب طور پر تعلیم نہیں دی گئی تھی کیونکہ اکثر اساتذہ خود تربیت یافتہ نہیں تھے اور انہیں قرآن کی تلاوت کے بارے میں کچھ زیادہ علم نہ تھا۔

مخصوص قسم کی غلطیاں

کچھ مخصوص قسم کی غلطیاں بعض خاص علاقوں (کے لوگوں) سے تعلق رکھتی ہیں۔ پورے طور پر عربوں جیسے انداز میں کسی غیر عرب کے لئے مثالی طور پر عربی پڑھنا کافی مشکل ہے۔ قرآن کریم کی درست تلاوت کرنا اس جہت سے ممکن ہے کہ قرآن کریم ایک خاص حد تک صحت تلاوت کا تقاضا کرتا ہے۔ جس سے آپ کو بجا طور پر تسلی ہو سکتی ہے کہ آپ نے قرآن کریم کو سمجھنے یا اس کے معانی میں کوئی مداخلت نہیں کی یا یہ کہ آپ نے تلاوت اس طرح نہیں کی کہ کسی کے کانوں کو ناگوار گزرے۔ یہ کم از کم معیار ہے جسے میں قابل حصول قرار دیتا ہوں۔ جب کہ میں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں کہ اس مسئلہ کا مختلف زاویوں سے اپنے تجربہ کی رو سے جائزہ لینے کے بعد' اب میں ایک بالکل نیا منصوبہ متعارف کراتا ہوں۔

نیا منصوبہ اور ذیلی تنظیموں کی ذمہ داریاں

میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ذریعہ یہ منصوبہ آپ کے تمام ممالک میں پہنچایا جائے اور وہاں اس کا نفاذ ابتداء جماعتوں کے ذریعہ نہیں بلکہ ذیلی تنظیموں کے ذریعہ کیا جائے مثلاً خدام الاحمدیہ' لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ وغیرہ۔ بنیادی طور پر میں انہی سے مخاطب تھا۔ اس سلسلے میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ وغیرہ کے بعض اجتماعات میں میری ان تفصیلی ہدایات کو مکمل طور پر ریکارڈ کر کے محفوظ کیا جا چکا ہے۔ قرآن کریم کو درست طور پر پڑھانے اور تلاوت کرنے نیز اس کے معانی سکھانے والوں کو لازمی طور پر یہ کیسٹ حاصل کرنے چاہئیں اور وہ ان کیسٹوں کو سنیں اور مجھے رپورٹ دیں۔

انتہائی مقصد کہ ہر احمدی استاد بن جائے

میں یہ ہدایت جاری کر کے اس وقت تک مطمئن نہ ہوں گا جب تک کہ مجھے مختلف ممالک سے یہ اطلاع بواپسی نہ ملے کہ انہوں نے امراء یا اس غرض کے لئے مقرر شدہ عہدیداران خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ وغیرہ کی موجودگی میں یہ کیسٹ سن لئے ہیں اور یہ کہ انہوں نے ہدایات کو بڑی توجہ سے سن لیا ہے نیز یہ کہ وہ اسی طرح ان ہدایات کو نافذ کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ میں صرف اس صورت میں مطمئن ہوں گا ورنہ یہ پیغام رائیگاں جائے گا اور نتیجہ نہیں نکلے گا۔ کئی ممالک ایسے ہیں جنہوں نے میرے اس پیغام کو سنجیدگی سے لیا ہے آپ میرے پیغامات کی روح اور تفصیل میرے آڈیو وڈیو کیسٹوں سے جان سکتے ہیں لب لباب یہ ہے کہ ہم بہت وسیع پیمانہ پر اساتذہ تیار کرنا شروع کریں۔ ہمارا انتہائی مقصد یہ ہو گا کہ ہر احمدی' مرد ہو یا عورت' قرآن کریم صحت کے ساتھ سکھانے والا استاد بن جائے۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کلاسیں کتنی ہی کامیاب کیوں نہ ہوں مگر سارا سال جاری نہیں رکھی جا سکتیں۔ ایک تو یہ مسئلہ ہے اور دوسرا یہ کہ کبھی کبھار پڑھنے والے بچے کلاسیں ختم ہونے کے فوراً بعد بھولنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر وہ سب پڑھا پڑھایا مکمل طور پر کھو بیٹھتے

ہیں۔

تربیتی کلاسز اور میری آرزو

اکثر ممالک میں احمدیوں کی اکثریت ایسے علاقوں میں نہیں جہاں عملی طور پر سب بچے ملکی ذیلی تنظیموں کے زیر اہتمام ہونے والی کلاسوں میں شرکت کر سکیں۔ مثلاً اگر آپ گوٹن برگ (سویڈن) میں کوئی کلاس منعقد کریں تو سارا ملک ایک طرف رہا صرف گوٹن برگ کے احمدی بچوں کے لئے کلاس میں آنا اور اس میں باقاعدہ شریک ہونا ممکن نہیں۔ صرف چند فیصد حاضر ہو سکیں گے اور وہ بھی درست طور پر، جس میں شک و شبہ کی گنائش نہ ہو، قرآن پڑھنا سیکھ نہ پائیں گے------- نیز یہ طلباء صرف تھوڑے عرصہ کے لئے اپنی کلاسوں میں حاضر ہو کر پڑھائی کریں گے۔ کلاس کی کامیابی یہی ہوگی کہ آپ نے طلباء کو انعامات دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی ہے اور پھر یہ معاملہ یہیں ختم ہو جائے گا۔ معاملات کو سنجیدگی سے لینے کا یہ کوئی طریق نہیں۔ ایسے معاملات جو آپ کی زندگی کا مقصد ہوں۔ قرآن کریم پڑھانا کوئی معمولی سی بات نہیں۔ قرآن کریم کو سمجھنا، پہلے اس کی تلاوت کرنا پھر اسے سمجھ کر اس پیغام کو دنیا بھر تک پہنچانا ایک احمدی کی زندگی کا مقصد ہے۔ پس یہ میری آرزو ہے، بلکہ شائد آرزو کا لفظ اس سلسلہ میں درست نہ ہو۔ یہ صرف ایک آرزو نہیں ہے بلکہ میرا مطمع نظر یہ ہے کہ اسی طرح ہونا چاہیئے۔ تمام احمدیوں سے یہ خدا تعالیٰ کا کم از کم مطالبہ ہے۔ چنانچہ ایک احمدی سے خدا تعالیٰ کے کم از کم مطالبہ کے میرے تصور کے مطابق ہر احمدی کو قرآن کریم کی عربی زبان میں تلاوت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہیئے۔

عربی متن سے خدا کا پیغام سمجھنا

ہر احمدی کو اپنی پوری صلاحیت کی حد تک ترجمہ کے واسطہ سے نہیں بلکہ براہ راست عربی متن سے خدا کے پیغام (قرآن کریم) کو سمجھنا چاہیئے۔ گو ترجمہ کا نظام ضروری ہے مگر ناگزیر مجبوری کے تحت، لیکن یہ کافی نہیں۔ ہر کسی کو علم ہونا چاہیئے کہ اس طرح ترجمہ کیوں کیا جاتا ہے۔ کسی اور طریقہ سے کیوں نہیں۔ اس لئے کہ اصل عربی الفاظ مختلف امکانی معانی کے متحمل ہوتے ہیں مگر مترجم کو ان میں سے صرف ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی خود معین طور پر الفاظ کے معانی نہیں جانتا تو وہ ترجمہ کرنے میں کئی لحاظ سے غلطیوں کا ارتکاب کرے گا اولاً" اس کا قرآن کریم کے بارہ میں تصور ہمیشہ محدود رہے گا۔ اس کا فہم قرآن (مثلاً) مولوی شیر علی صاحب کے ترجمہ قرآن کی حد تک ہوگا۔ یا اس کا فہم قرآن ملک غلام فرید صاحب کے ترجمہ قرآن کی حد تک ہوگا۔ اس بات کا انحصار اس امر پر ہوگا کہ وہ کونسا ترجمہ قرآن پڑھتا ہے۔ مگر قرآن کریم یہی کچھ تو نہیں۔ قرآن اس سے کہیں زیادہ بے کراں کتاب ہے۔ اس سے کہیں زیادہ عمیق اور گہرائی والی ہے۔ پس میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک ذاتی تعلق ضروری ہے۔ کیونکہ ہم وقت کے لحاظ سے ایک اہم مقام یعنی نئی صدی کے سر پر کھڑے ہیں جو ہمارے سامنے ہے چنانچہ ہم حضرت مسیح موعود مہدی معہود کے وقت یعنی ایک صدی

قبل کے مقابلہ میں ایک نچلے مقام سے اپنے سفر کا آغاز کر رہے ہیں۔

نئی صدی اور میرا مشن

کئی ایک معاملات میں مختلف لحاظ سے ہم بہت نیچے جا چکے ہیں۔ بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے نمایاں طور پر ترقی بھی کی ہے۔ لیکن قرآن کریم سیکھنے، تلاوت قرآن، پنج وقتہ نماز اور اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق کے معاملات میں ہمیں اپنی نگاہ بلند کر کے بلندیوں تک لازمی طور پر پہنچنا چاہیئے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ترقی کرنی چاہیئے یہ امر رفقاء حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کی توہین نہیں بلکہ ان کی ستائش ہے۔ حقیقی مومن اور پاکباز بندوں کو اس آرزو اور دعا کے ساتھ اپنی اولادوں کو پیچھے چھوڑنا چاہیئے کہ وہ تمام خوبیوں میں خود ان سے بھی آگے نکل جائیں۔ آپ کو بھی یہی دعا اپنی اولاد کے لئے کرنی چاہیئے۔ پس یہ کسی لحاظ سے بھی کوئی توہین نہیں بلکہ یہ تو ان کی نیک آرزوؤں کی ستائش ہے۔ اور ان رفقاء مسیح موعود کی آرزوؤں کے دلی احترام کے نتیجہ میں موجودہ نسل کے لئے منصوبہ بنانا چاہتا ہوں۔ اور ہمیں صاف سیدھے لفظوں میں سب سے نچلی سطح سے آغاز کرنا چاہیئے۔

چار پانچ سال کا منصوبہ

اس طرح میں نے اگلے چار پانچ سال کا منصوبہ بڑے غور و فکر کے بعد بنایا ہے۔ ہم قرآن کریم کی تلاوت سکھانے کا آغاز آڈیو وڈیو کی مدد سے کریں گے لیکن یہ کلاسیں اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل مختلف ہوں گی۔ میں نے ذیلی تنظیموں کو ہدایت دی ہے کہ وہ ایسے افراد کو طلب کریں جو استاد کے طور پر خدمت کے لئے تیار ہوں خواہ ان کی تعداد تھوڑی ہو۔ اپنی متعلقہ ذیلی تنظیموں سے انصار، لجنات اور خدام وغیرہ کا انتخاب کریں۔ وہ اس کے لئے آگے آئیں۔ مثلاً پندرہ دن کے لئے انہیں صرف اتنا کچھ پڑھایا جائے (اور اس سے زائد ہرگز نہیں) جسے وہ پوری اہلیت کے ساتھ اخذ کر سکیں۔ یہاں تک کہ اس قدر علم وہ نہایت مہارت سے دوسروں کو سکھا سکیں نیز آڈیو وڈیو کے آلات سے انہیں متعارف کرایا جائے اور یہ کہ ان سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی ایک ٹریننگ ہے جس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں

یہ سب کچھ کر لینے کے بعد اگلا مرحلہ اس وقت آئے گا جب وہ تربیت یافتہ استاد اپنے قصبوں اور علاقوں میں واپس جائیں گے۔ وہاں جا کر ان کا کام ہو گا کہ اس قسم کی کلاسیں جاری کریں اور دوسروں کو تعلیم دیں، عام شاگردوں کی طرح نہیں بلکہ جس طرح ٹریننگ کالجوں کے طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے --------- اور جب ان کے بارے میں یقین ہو جائے کہ اب یہ آگے دوسروں کو اسی قدر پڑھا سکتے ہیں تو یہ حسب دستور کلاسیں جاری کر کے مزید شاگردوں کو وہ کچھ پڑھائیں جو انہوں نے سیکھا ہے۔ اور ان کے استاد اپنے پہلے استادوں کے پاس جائیں جنہوں نے اب تک مزید علم حاصل کر لیا

ہو گا' اور وہ یہ مزید علم حاصل کریں اور اچھی طرح حاصل کرنے کے بعد اپنے پرانے شاگردوں کے پاس جائیں اور انہیں یہ زائد علم پڑھائیں اور یہ سلسلہ جاری رہے۔

آہستہ اور محتاط آغاز

ہر جگہ مناسب طور پر اس سکیم کے نفاذ کی صورت میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ ترقی کی رفتار آہستہ ہوگی اور اسے آہستہ ہی ہونا چاہیئے کیونکہ اس معاملہ میں ہمیں ایک آہستہ اور محتاط آغاز کی صورت ہے۔ رپورٹ فارم کو بے ضابطہ قسم کی مساعی سے بھرنا اس پروگرام کے لئے خودکشی کے مترادف ہو گا۔ حتیٰ کہ شروع کے تین ماہ میں' مثال کے طور پر آپ لنڈن بھر کے لئے جو بہت بڑی جماعت ہے صرف دس اساتذہ تیار کر سکتے ہیں۔ میں اس صورت حال پر زیادہ خوش ہوں گا بہ نسبت اس کے مجھے بتایا جائے کہ ہم نے ایک ہزار بچوں کے لئے کلاسوں کا انعقاد کیا۔ جو کلاسوں میں شریک ہونے کے لئے آئے مگر بعد ازاں پڑھائی سے ان کا رابطہ منقطع ہو گیا یا یہ کہ وہ سب کچھ بھول گئے جو انہوں نے کلاسوں میں چند دنوں یا چند ہفتوں کے دوران سیکھا تھا۔

نوجوان بچیاں اور تعلیم القرآن

مجھے امید ہے کہ اس طریق سے اپنا مقصد حاصل کرتے ہوئے ہم ہر گھرانہ کو درست طور پر پڑھانے کا ایک معیاری ذریعہ مہیا کر سکیں گے اور یہ ہمارا اصل مقصد ہے۔ خاص طور پر نوجوان بچیوں پر اس غرض سے توجہ مرکوز کرنی چاہیئے۔ انہیں مستقبل کی مائیں بننا ہے چنانچہ اس معاملہ میں نوجوان بچیوں پر بہت کچھ منحصر ہے۔ یقیناً لڑکوں کو بھی پڑھایا جائے گا۔ لیکن بیشتر توجہ کا مرکز نوجوان بچیاں ہونی چاہئیں (بلکہ بڑی عمر کی خواتین بھی بشرطیکہ وہ پڑھ اور سیکھ سکتی ہوں) کیونکہ ہماری نوجوان بچیوں کی پود قرآن کریم پڑھانے کی صفت سے درست طور پر متصف ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا مستقبل محفوظ ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ رفقاء حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کے مستقبل سے بھی زیادہ محفوظ ہو گا۔

معیار تعلیم کی گراوٹ

پھر کہتا ہوں کہ یہ ہرگز ان رفقاء کی توہین نہیں ہے۔ میں تو سچائی اور حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ اضلاع سیالکوٹ' گوجرانوالہ اور گجرات وغیرہ میں حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کے اکثر رفقاء ناخواندہ تھے۔ انہوں نے دلی محبت کی وجہ سے قرآن کریم کو زبانی یاد کر لیا تھا۔ انہیں نماز کے الفاظ آتے تھے باوجودیکہ انہوں نے اپنے مبلغ علم سے کہیں بڑھ کر استفادہ کیا تھا اور خدا رسیدہ بن گئے تھے لیکن وہ اپنی اولادوں کو یہ علم منتقل نہ کر سکے۔ .... یہ بات میں اپنے وسیع تجربہ کی بناء پر کہہ رہا ہو۔ مجھے پاکستان کے گاؤں گاؤں جانے کا موقع ملا ہے۔ پاکستان میں شاید ہی کوئی جماعت ہو جس سے میرا رابطہ نہ ہوا ہو۔ یا تو مجھے ان جماعتوں میں براہ راست جانے کا موقع ملا یا وہ جماعتیں ایسے مقامات پر آئیں جہاں ہم نے

اجتماعات منعقد کئے۔ معیار جاننے کی جستجو رکھنے والے دل کے ساتھ میں نے یہ کام انجام دیا۔ معیار تعلیم کی گراوٹ کی یہ المناک داستان ہے۔ مجھ پر ہمیشہ یہی کہانی منکشف ہوئی کہ بڑے پارسا، خدا رسیدہ، خدا سے الہام پانے والے اور معجزات دکھانے والے بزرگوں کو اولادیں علم سے بے بہرہ رہ گئیں کیونکہ (جیسا کہ آپ کو علم ہے) کہ اس وقت اس غرض کے لئے کوئی تنظیم موجود نہ تھی۔ بزرگوں کی اس نیکی نے ان کی اولادوں کو صرف نیکی کی طرف ترغیب دی اور بس۔

پختہ عزم کے ساتھ آگے بڑھیں

چنانچہ یہ لوگ احمدیت سے تو محبت کرتے ہیں لیکن اپنے آپ کو بطور عالم تیار کرنا بھول گئے جو قرآن کریم وغیرہ بخوبی جانتے ہوں۔ ان کی مائیں روزانہ تلاوت قرآن کریم کرتی رہیں۔ چنانچہ ان کے بچوں نے بھی اس زمانہ میں میسر طریق پر تلاوت قرآن کریم شروع کردی۔ مدرسوں اور سکولوں میں ایک مخصوص قسم کی تعلیم دی جاتی تھی اور یہ اس داستان کا انجام نہ تھا۔ انجام اس وقت ہوا جب یہ نسل اگلی نسل سے جا ملی۔ یہ کوئی فرضی قصہ کہانی یا محض میرا تخیل ہی نہیں۔ میں تو آپ کو اپنی تحقیقات کے نتیجہ سے معین طور پر آگاہ کر رہا ہوں۔ .... آج بھی جب آپ پاکستان کے دیہات میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ آج بھی یہ المناک کہانی دہرائی جا رہی ہے۔ صورت حال یہی ہے۔ درحقیقت یہ ایک سوہان روح کیفیت ہے۔ چنانچہ اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت حال نے تو خطرہ کی گھنٹی بجا دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس موضوع پر اتنا زیادہ وقت صرف کر رہا ہوں۔ ہمیں یقیناً اس میدان میں آکر اس پختہ عزم کے ساتھ چیلنج قبول کرنا چاہیئے کہ ہمیں ہرگز شکست نہیں ہوگی اور ہم اس وقت تک اس دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے جب تک کہ ہم درست طور پر تلاوت قرآن کریم کرنے والی اور اس کے عربی متن سے براہ راست سمجھنے کی راہ پر چلنے والی اولاد کو اپنے پیچھے چھوڑنے کے اعلیٰ مقصد کو حاصل نہ کرلیں۔

کلاس کا کس طرح آغاہونا چاہیئے

نیویارک میں بچوں کی کلاس کا معائنہ کرتے ہوئے میں نے وہاں کسی قدر عملی مظاہرہ بھی کیا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ کچھ بچے قرآن کریم ناظرہ ختم کرنے پر میرے ہاتھ سے انعامات وصول کریں گے جب میں نے قرآن کریم کے ترجمہ اور دوسرے امور کے بارہ میں سوالات دریافت کئے تو میں نے مختلف امور کو مکمل طور پر نظرانداز حالت میں پایا۔ پس میں نے عملی مظاہرہ کرتے ہوئے بتایا کہ کلاسوں کا کس طرح آغاز ہونا چاہیئے اور یہ کہ آڈیو وڈیو کی سہولت بھی دستیاب ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس طریق پر پڑھائی کرائی جائے اور اگر مزید بہتر بنایا جاسکے تو بہت خوب ہوگا۔ لیکن یہ تو کم از کم ہے جو بہر حال آپ نے کرنا ہے کیونکہ عام طور پر وڈیو اور آڈیو کے رابطہ سے استفادہ نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ مواد مختلف ممالک کو بھجوایا جاتا ہے اور پھر وہ اس بارہ میں خواب خرگوش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر اتنا مواد جمع ہو جاتا ہے کہ وہ سب کچھ کرنے سے عاجز آجاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے انہیں قبل ازیں بتایا ہے اور آپ کو اب بتاتا ہوں کہ خدام، لجنات اور انصار کی

کی کمیٹیاں صرف اس خاص مقصد کے لئے قائم کی جائیں اور وہ ہمیشہ سارے مواد کو توجہ سے سنتی رہیں۔ جو قرآن کریم کے مطالعہ یا نماز سے متعلق ہے اور پھر وہ مجھے اپنی ماہانہ یا سالانہ رپورٹوں کے ذریعہ بواپسی اطلاع دیں کہ انہوں نے ان سب ہدایات کو بخوبی سن لیا ہے اور یہ کہ وہ ان ہدایات پر عمل کرنے میں پوری طرح مستعد ہیں۔ کلاسوں کے بارہ میں ادھر ادھر کی باتوں پر مبنی لمبی رپورٹوں کی بجائے بہتر ہے کہ آپ اپنا اور میرے وقت بچائیں اور مستقبل کی نسلوں کے مفاد کا تحفظ کریں۔

پس (یہ کمیٹیاں) مجھے معین طور پر بتائیں کہ انہوں نے میری ہدایات پر مشتمل کیسٹیں کو سن لیا ہے اور ہدایات پر عمل شروع کر دیا ہے آج کل آڈیو وڈیو کی مدد سے مختلف عمروں کے مرد اور خواتین کو بطور استاد تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کیونکہ جب آپ انہیں مختلف مقامات پر تیاری کرواتے ہیں تو زیر تربیت ("استاد طالب علم") اپنے علم کے لحاظ سے بھی مختلف ہوں گے۔

موزوں ترین اساتذہ کا انتخاب

پس سب سے پہلے، آغاز کار موزوں ترین اساتذہ کے انتخاب سے ہونا چاہیئے۔ یہ بہت اہم ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے اکثر ترقی یافتہ ممالک اور تیسری دنیا کے چند ممالک میں ہمارے پاس کچھ اہل افراد موجود ہیں۔ گو ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ یہ ہمارا ابتدائی سرمایہ ہے۔ اس ابتدائی سرمایہ کو مناسب رنگ میں دانش مندی کے ساتھ کام میں لائیں اور اسے بڑھائیں اور ایک مرتبہ جب یہ بڑھنا شروع ہو جائے تب انشاء اللہ تعالیٰ ہم میدان میں پورے طور پر برسرکار ہوں گے۔ آخر کار ہماری تعداد کروڑوں ہو جائے گی۔

پس یہ منصوبہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک براہ راست میری زبان سے ہدایات سنے اور تجھے خواہ جماعتی عہدیدار ہو یا نہ ہو۔ جب آپ اپنے وطن یا جماعت میں جائیں تو ازراہ کرم یہ کیسٹ اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ یہ بیان شدہ امور بھول چکے ہوں۔

آخری بات ــــــــ عظیم الشان نتائج

اب میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں کہ احمدی میری زبان سے ان ہدایات کو سنیں نہ کہ آپ کے واسطہ سے ترجمہ ہو کر میرے منصوبے ان تک پہنچیں۔ پس کچھ لوگوں کو بلا کر انہیں یہ سب کچھ براہ راست سننے کا موقع فراہم کریں اور ان میں اس طور پر عمل کے لئے تحریک پیدا ہو جیسا کہ میری خواہش ہے۔ پھر اپنے طور پر بھی موثر ذرائع بروئے کار لائیں لیکن میرا اصل پیغام پوری درستی اور صحت کے ساتھ پہنچائیں۔

مجھے امید ہے کہ اگر آپ میری ہدایات پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ عظیم الشان نتائج دیکھیں گے مگر صبر شرط ہے۔ آپ صرف چند مہینوں میں نتائج دیکھ سکتے ہیں۔ پہلا سال انتہائی مشکل ہو گا۔ دوسرا برس قدرے آسان ہو گا اور بالآخر آپ بہتر طور پر فائدہ اٹھا سکیں گے ـــــ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تلاوتِ قرآن کریم

بعض عام غلطیوں کی اصلاح

(محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

(قسط ۲)

(II)

اب ایک دوسری بڑی غلطی کی نشاندہی کی جاتی ہے جو تلاوت میں کی جاتی ہے۔ عربی زبان میں ہمزہ (ء) جو کلمات کی ابتداء میں آتا ہے دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ہمزہ قطعی۔ یہ وہ ہمزہ ہے جس کو بہر صورت اُس کی حرکت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

دوسرا ہمزہ وصلی۔ کہ جب وہ دو حروف کے درمیان میں آجائے تو اُس کو ساکن سمجھا جاتا ہے اور اُس کی حرکت گر جاتی ہے۔ اب ہمزہ رکھنے والے کلمات و تراکیب کے پڑھنے کی مشق کروانے کے لئے چار خانوں کی صورت میں ایسے کلمات و تراکیب کو لکھا جاتا ہے۔

۱۔ پہلے خانے میں کلمات اور تراکیب کو ملا کر پڑھے بغیر اپنی اصل حالت میں لکھا جائے گا۔

۲۔ دوسرے خانے میں ملا کر پڑھنے سے جو لکھنے اور پڑھنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اُسے ظاہر کیا جائے گا۔ ہمزۂ وصل پر جو پڑھنے میں نہیں آئے گا وصلہ (ٱ) ڈال دیا جائے گا۔

۳۔ تیسرے خانہ میں ان کلمات و تراکیب کا صحیح تلفظ بتایا جائے گا۔

۴۔ چوتھے خانہ میں ان کی ذرا وضاحت کے لئے اُردو ترجمہ بھی دے دیا جائے گا۔

I	II	III	IV
ملا کر پڑھے بغیر اصل صورت	ملا کر پڑھنے کی صورت	صحیح تلفظ	اُردو ترجمہ
آمَرْتُهٗ اَنْ اِمْتَحِنْ	آمَرْتُهٗ اَنِ ٱمْتَحِنْ	آمَرْتُهٗ اَنِ مْتَحِنْ	مَیں نے اسکو حکم دیا کہ تُو امتحان لے

عِنْدَ اِمْتِحَانٍ	عِنْدَ اُمْتِحَانٍ	عِنْدَ مْتِحَانٍ	کسی امتحان کے موقعہ پر
اِلَی اَلْقَمَرِ	اِلَی اُلْقَمَرِ	اِلَی لْقَمَرِ	چاند کی طرف
مِنْ اَللّٰهِ	مِنَ اُللّٰهِ	مِنَ لّاہِ	اللہ کی طرف سے
عِنْدَ اَلِا مْتِحَانِ	عِنْدَ اُلِا مْتِحَانِ	عِنْدَ لِمْتِحَانِ	امتحان کے موقعہ پر

نوٹ :- عربی زبان کے باب اِفعال کے وزن پر جو مصدر آتے ہیں ان کے مختلف صیغہ جات سے قبل جو ہمزہ آتا ہے وہ ہمزہ وصلی نہیں ہوتا بلکہ ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور لازماً اس کی حرکت ادا کرنا ہوتی ہے۔ مثلاً :-

مِنْ اِکْرَامٍ	مِنْ اُکْرَامٍ	مِنْ اِکْرَامٍ	عزّت کی وجہ سے
مِنْ اَلْاُکْرَامِ	مِنَ اُلْاُکْرَامِ	مِنَ لْاُکْرَامِ	اس خاص اکرام کی وجہ سے
اَمَرْتُهٗ اَنْ اَکْرِمْ	اَمَرْتُهٗ اَنْ اَکْرِمْ	اَمَرْتُهٗ اَنْ اَکْرِمْ	مَیں نے اسے حکم دیا کہ تُو عزّت کر
اِهْدِنَا اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ	اِهْدِنَا اُلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ	اِهْدِنَصِّرَاطَلْمُسْتَقِیْمَ	ہمیں سیدھا راستہ دکھا

نوٹ :- اِهْدِنَا میں اِهْدِنَا کے ہمزہ کی حرکت کو پڑھیں گے مگر جب یہ ہمزہ ۲ دو حروف کے درمیان میں آجائے گا تو اِهْدِ کے ہمزہ کی حرکت گر جائے گی۔ جیسے :-

اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِیْ	اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ	اَللّٰهُمَّـهْدِ قَوْمِیْ	اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے

نوٹ :- اَللّٰهُمَّ اِهْدِ پڑھنا غلط ہوگا۔

(III)

دیگر بعض عام اصولِ تلاوتِ قرآن کریم مندرجہ ذیل ہیں :-

۱۔ قرآن کریم کے بعض الفاظ میں جو حروف کسی حرکت سے خالی ہوں وہ لکھنے میں تو آتے ہیں لیکن بولنے میں نہیں آتے۔ الف تو ہمیشہ ہی خالی ہوتا ہے اس کے بارے میں لکھا جا چکا ہے۔ الف کے علاوہ دوسرے حروف بھی حرکت سے خالی ہوتے ہیں وہ بولنے میں نہیں آتے مثلاً اُولٰٓئِكَ میں واؤ خالی ہے۔ مِائَةٌ میں الف خالی ہے۔ صَلٰوةَ میں واؤ خالی ہے۔

اُولُوا الۡاَلۡبَابِ میں واؤ خالی ہے۔ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی میں تینوں یا (ی) خالی ہیں۔ زَکٰوۃَ میں واؤ خالی ہے۔ اِن خالی حروف کو نہیں بولنا چاہیئے۔

۲ - اِسی طرح تائے مربوطہ یعنی گول ۃ پر اگر وقف کیا جائے تو اسے ت کے طور پر نہیں بلکہ ہ (ھا) کے طور پر پڑھنا چاہیئے۔ جیسے اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰةً ؕ وقف کی صورت میں تُقَاہۡ پڑھنا چاہیئے۔

۳ - اِسی طرح اقامت کہتے وقت قَدۡ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ میں اگر ۃ پر وقف کریں تو قَدۡ قَامَتِ الصَّلٰوۃۡ کہیں گے۔

۴ - اِسی طرح تنوین (یعنی ٌ ً ٍ) کے بعد اگر حرف مشدّد ہو تو بجائے دُو پیش یا دُو زبر یا دُو زیر کے ایک پیش، ایک زبر اور ایک زیر پڑھنا چاہیئے جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ۔ وَسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا۔ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ ہاں اگر تنوین کے بعد مشدّد وّ یا یّ ہو تو ملاتے وقت نون غنّہ کی آواز نکالنی چاہیئے۔ جیسے جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ۔ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی۔ خَیۡرًا یَّرَہٗ۔ اِس آیت میں ہٗ کو وقف کی صورت میں ہۡ پڑھیں گے۔

۵ - اِسی طرح سکون والے حرف کے بعد اگر تشدید والا حرف آجائے تو سکون والے حرف کو چھوڑ کر اس سے پہلے حرف کو تشدید والے حرف سے ملانا چاہیئے جیسے قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ میں د (دال) نہیں بولے گی۔

اِسی طرح رَاوَدۡتُّہٗ۔ اَحَطۡتُّ۔ اٰوَوۡا وَّ نَصَرُوۡا میں ہوگا۔ اگر تشدید والا حرف و یا ی ہو اور درمیان میں نُون ساکن (نۡ) آجائے تو ملاتے وقت نون غنّہ کی آواز نکالنی چاہیئے۔ جیسے لَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ مِنۡ وَّالٍ اور مِنۡ وُّجۡدِکُمۡ میں۔

۶ - بعض کلمات سے پہلے ایک چھوٹا سا نُون (نِ) جو اصل میں تنوین کا نُون ہوتا ہے جسے نُونِ قطنی کہتے ہیں۔ اِس نونِ قطنی سے پہلے جو الف ہو تو وہ نہیں بولتا اِس لئے الف سے پہلے والے حرف کی آواز کو لمبا نہیں کرنا چاہیئے مثلاً خَیۡرَا اِۨلۡوَصِیَّةُ۔ شَیۡئًا اِۨتَّخَذَ۔ یہاں خَیۡرَاا وۡ شَیۡئًا پڑھنا غلطی ہوگی۔

۷ - اگر نُونِ قطنی سے پہلے کلمہ پر وقف کرنا ہو تو پھر نونِ قطنی کو کالعدم سمجھنا چاہیئے۔ مثلاً عَرۡضَا ۙ اِۨلَّذِیۡنَ کو اگر وقف نہ کرنا ہو تو عَرۡضَنِلَّذِیۡنَ پڑھیں گے اور اگر وقف کرنا ہو تو عَرۡضَاۙ اَلَّذِیۡنَ پڑھیں گے۔ اِسی طرح خَبِیۡرَا ۙ اِۨلَّذِیۡ کو بھی دُو طرح پڑھیں گے۔ (۱) خَبِیۡرَنِلَّذِیۡ یا (۲) خَبِیۡرَا ۙ اَلَّذِیۡ۔

۸ - اب وقف کرنے کے بارے میں کچھ باتیں جاننا ضروری ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جس حرف کے بعد ۱ ۵ (علامت آیت) ۲ مـ (علامتِ وقفِ لازم) ۳ ج (علامتِ وقفِ جائز) اور ۴ ط (علامتِ وقفِ مطلق) آجائیں تو اگر

(i) اگر وہ حرف متحرک ہو تو اس کی حرکت ـَ ـُ ـِ یا اُلٹی پیش یا کھڑی زیر یا دو پیش یا دو زیر معدوم سمجھے جائیں گے۔ اُس حرف کو ساکن سمجھا جائے گا اور پہلے حرف سے ملا دیا جائے گا۔ اگر وہ حرف متحرک نہیں تو وہی صورت رہے گی جیسے:۔

	رُسُلٍ ۵	وَالِدَيْكَ مـ	غَيْرِهٖ ۵	لَهَبٍ ۵
تلفظ:	رُسُلْ	وَالِدَيْكْ	غَيْرِهْ	لَهَبْ
	دَلْوَهٗ ط	حَافِظٌ ط	شَيْءٍ ط	هُوَ ط
تلفظ:	دَلْوَهْ	حَافِظْ	شَيْءْ	هُوْ
	فَنَسِيَ ۵	صٰدِقِيْنَ ۵	فِيْهِ ط	شَكُوْرٍ ۵
تلفظ:	فَنَسِيْ	صٰدِقِيْنْ	فِيْهْ	شَكُوْرْ
	عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط	جَآنٌّ ج	اِيَّايَ ط	مَثْوَايَ ط
تلفظ:	عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤْ	جَآنّْ	اِيَّايْ	مَثْوَايْ
	قُوَّةً ط	تُقٰةً		
تلفظ:	قُوَّهْ	تُقٰهْ		

(گول ۃ وقف کی صورت میں ہ سے بدل جاتی ہے)

(ii) دو زبر کے بعد جو خالی الف ہے وہ بولے گا اور صرف ایک زبر (ـَ) پڑھی جائے گی اور اگر الف سے پہلے ایک ہی زبر ہے تو وہی صورت رہے گی مثلاً:۔

	رَقِيْبًا ۵	نِسَآءً	نِدَآءً ط	جُزْءًا
تلفظ:	رَقِيْبَا	نِسَآءَا	نِدَآءَا	جُزْءَا

(iii) دو زبر کے بعد جو خالی (ی) ہے وہ وقف میں الف سے بدل جائے گی۔ مثلاً:۔

	ضُحًى ۵	مُصَلًّى
تلفظ:	ضُحَا	مُصَلَّا

(iv) سورۃ دہر (پارہ ۲۹) میں ہے قَوَارِيْرَا ۵ اصل عبارت تھی كَانَتْ قَوَارِيْرَ کیونکہ

یہ کلمہ غیر منصرف ہے اور اس پر تنوین نہیں آسکتی۔ وقف کی صورت میں یہ قَوَارِیْرَا (رَا) ہو جائے گی یعنی الف بولے گا۔ اس الف کو الفِ اشباع کہتے ہیں۔ باقی آیات کے ساتھ قافیہ ملانے کے لئے قَوَارِیْرَا پڑھا جائے گا ورنہ عام حالات میں وقف کی صورت میں قَوَارِیْرْ ہوتا۔

اسی طرح سورۃ نساء کی دوسری آیت میں وقف کی صورت میں نِسَآءًا پڑھیں گے نہ کہ نِسَآءْ۔ بعض لوگ یہاں غلطی کر جاتے ہیں۔

(V) وقف کرنے کے بعد اگر دیکھیں کہ آیت کے بعد الف لام یا نون قطنی ہے اور اس کے بعد زبر والا حرف ہے تو الف پر زبر سمجھیں اور نون قطنی کو مع اس کی زیر کے (نِ) معدوم سمجھیں۔ مثلاً :- اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۞ الَّتِیْ۔ عَرْضَا ۞ نِ الَّذِیْنَ

الْعِمَادْ ۞ اَلَّتِیْ۔ عَرْضَا ۞ اَلَّذِیْنَ

(VI) وقف کرنے بعد اگر دیکھیں کہ آیت کے بعد نہ الف لام ہے نہ حرف مشدّد بلکہ صرف خالی الف ہے تو اس الف کے بعد اگر (ما بعد ساکن) مضموم حرف ہے تو اس الف پر ـُ دے دیں اور اگر ما بعد ساکن حرف پر ـِ یا ـٍ ہے تو الف کے نیچے ـِ ڈال دیں۔ اگر اس الف کے ساتھ نون قطنی بھی ہے تو اس نون قطنی کو مع اس کی زیر (ـِ) کے معدوم سمجھیں۔

ذیل کی آیات میں وقف کرنے یا نہ کرنے دونوں صورتوں کا تلفظ نیچے لکھ دیا گیا ہے:-

مثال ۱ـ　هٰرُوْنَ اَخِی ۞ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ

(i) اَخِشْدُدْ　(ii) اَخِیْ ۞ اُشْدُدْ

〃 ۲ـ　النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۞ ارْجِعِیْ

(i) مُطْمَئِنَّتُرْجِعِیْ　(ii) مُطْمَئِنَّهْ ۞ اِرْجِعِیْ

〃 ۳ـ　ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ۞ نِ اقْتُلُوْا یُوْسُفَ

(i) مُبِیْنِ نِقْتُلُوْا　(ii) مُبِیْنْ ۞ اُقْتُلُوْا

〃 ۴ـ　اِلَّا نُفُوْرًا ۞ نِ اسْتِکْبَارًا۔

(i) نُفُوْرَ نِسْتِکْبَارًا　(ii) نُفُوْرَا ۞ اِسْتِکْبَارًا

۹ - سورۃ ہود رکوع ۴ میں مَجْرٖىهَا کو مَجْرِیْ نہیں بلکہ مَجْرے ھا پڑھنا چاہیئے۔ یعنی را کی حرکت انگریزی حرف A کی طرح ہو گی۔

۱۰ - باء (ب) سے پہلے اگر سکون والا نون (ن) یا تنوین (ـً ـٌ ـٍ) ہو تو بجائے نُون کی

آواز کے میم کی آواز نکالیں گے۔ ایسے موقعہ پر ایک چھوٹی سی (م) اُوپر ڈال دی جاتی ہے۔ (ب) سے پہلے حرکت والے نُون کی آواز حسبِ حال ہی رہے گی۔ جیسے یَنۢبُوْعًا۔ نَفْسٌۢ بِمَا۔ خَبِیْرًاۢ بَصِیْرًا۔ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۔

۱۱ - بعض حروفِ مقطّعات کا تلفّظ یہ ہے جو ان کے نیچے درج ہے:-

الٓرٰ　　　الٓمّٓ

اَلِفْ لَآمْ رَا　　　اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ

طٰسٓمّٓ　　　الٓمّٓرٰ　　　الٓمّٓصٓ

طَاسِیْمْ مِیْمْ　　　اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ رَا　　　اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ صَادْ

۱۲ - پارہ ۳ سورہ آلِ عمران میں الٓمّٓ ۝ اللّٰہُ میں اگر میم پر وقف کرنا ہو تو اللّٰہ کے الف (یا ہمزۂ وصل) پر زبر سمجھیں۔ اگر وقف نہ کرنا ہو تو تلفّظ یوں ہوگا اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ اللّٰہُ اور مِیْمْ مَ اللّٰہُ غلط ہوگا۔ اور اگر وقف کرنا ہو تو تلفّظ یوں ہوگا اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ ۝ اَللّٰہُ

۱۳ - قرآن کریم میں بعض ایسے الف بھی ہیں جو پڑھنے میں نہیں آتے اُن پر علامت (x) یا (٥) ڈال دی جاتی ہے۔ موجودہ عربی طرزِ کتابت میں یہ نہیں لکھے جاتے ہاں قرآن کریم میں بدستور لکھے جاتے ہیں تاکہ پُرانی طرزِ تحریر محفوظ رہے۔ بعض مثالیں یہ ہیں:-

آل عمران ع ۱۵ میں اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ۔ آل عمران ع ۱۷ میں لَا۟اِلَى اللّٰهِ۔ مائدہ ع ۵ میں اَنْ تَبُوْٓءَا۟۔ انعام ع ۴ میں مِنْ نَّبَا۟ئِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ التوبہ ع ۷ میں لَا۟ اَوْضَعُوْا۔ الصّٰفّٰت ع ۲ میں لَا۟اِلَى الْجَحِیْمِ۔ الدھر ع ۱ میں قَوَارِیْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ وغیرہ ہیں۔

آخری مشورہ

قرآن کریم کا صحیح تلفّظ سیکھنے والوں کو یہ ہے کہ وہ اگر پہلے اس کا مطالعہ کر بھی چکے ہیں تو ایک دفعہ پھر قاعدہ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰن مصنّفہ حضرت پیر منظور محمد صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکات و رحمتیں ہمیشہ آپ پر نازل ہوتی رہیں) کا بغور مطالعہ کریں اور تمام اسباق کی اچھی طرح سے مشق کریں۔ پھر اپنے بچوں کو بھی یہی قاعدہ پڑھائیں۔ پڑھانے کے ذریعہ تمام اسباق آپ کے اپنے ذہن میں خوب اچھی طرح مستحضر رہیں گے ؎

وَاٰخِرُ کَلِمِنَا حَمْدٌ وَّشُکْرٌ ✧ لِرَبٍّ مُّحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانِ

آئینۂ خدانما

(محترم نذیر احمد سندھو صاحب بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی۔ بوریوالا)

(۳)

۴۱۔ حٰم سجدہ

اے انسان! زندہ رسول تمہاری طرح کا بشر ہے۔ اس کی پیروی میں استقامت سے توحید پر قائم ہو جا۔ عاد اور ثمود کی قوموں کی طرح مشرک عذاب میں ہوگا۔ ایمان لانے والے کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

۴۲۔ شوریٰ

اے انسان! جہانِ نو (یومِ جمع) میں ایک گروہ ارضی وسماوی جنّت میں ہوگا اور دوسرا گروہ دوزخ میں ہوگا۔ مومن اپنے معاملات باہم مشورے سے طے کرتے ہیں۔ آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔

۴۳۔ زخرف

اے انسان! یہ قرآن زندہ کلام ہے۔ ابراہیمؑ کی طرح اتباع کر فرعون کی طرح انکار نہ کر۔ جہانِ نو (ساعت) کے بارے شک نہ کر۔ انکارِ مسیح موعود کے بعد اچانک قیامت آئے گی جس میں منعم لوگ جنّتِ ارضی وسماوی میں ہوں گے اور مجرم لوگ جہنّم میں ہوں گے۔

۴۴۔ دخان

اے انسان! خدا کا زندہ رسول تازہ کلام کے ساتھ ظاہر ہوتا رہے گا۔ جھٹلانے والے کو دھوئیں (دخان) کے عذاب میں ڈالا جائے گا جیسے قومِ فرعون اور قومِ تبع کو عذاب میں ڈالا گیا۔

جہانِ نَو (یومِ فصل) ضرور ظاہر ہوگا جس میں گنہگار عذاب چکھے گا اور متّقی جنّت میں ہوگا۔ اے انسان! تیری آسانی کے لئے ہم نے ہدایت کو زندہ رسول کی زبان میں اُتارا ہے۔

۴۵۔ جاثیہ

قرآنِ حمید مجید خدا کا کلام ہے۔ دلائل سے مربوط ہدایت ہے۔ انکار کرنے والا مشرک جہنّم میں ہوگا۔ ایمان لانے کا فائدہ مومن کو ہی ہوگا۔ ایک وقت ضرور آئے گا کہ قیامت یہاں ہی ظاہر ہوگی۔ متکبّر لوگ اپنے انجام کو ضرور دیکھ لیں گے۔

۴۶۔ احقاف

اے انسان! تیرے پاس پہلی پیشگوئیوں کے مطابق نذیر آتا رہے گا۔ جس کے ساتھ قبولیتِ دعا کا نشان اور کلامِ الٰہی کے نزول کا نشان ہوگا۔ ایمان لانے والے کے لئے جنّت کی بشارت ہے منکرین کے لئے عذاب کی انذار ہے جس طرح عاد کے بھائی ہود نے احقاف میں قوم کو عذاب سے ڈرایا۔ آخر ہوا کے عذاب نے آلیا۔

۴۷۔ محمّد

اے انسان! محمدؐ (زندہ رسول) پر جو نازل ہوا ایمان لاؤ۔ نیک عمل کرو۔ جہاد کرو۔ متّقی جنّت میں اور منافق جہنّم میں ہوں گے۔

۴۸۔ فتح

اللہ کے خلیفہ کی بیعت کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو فتح پر فتح ملے گی۔ اتمامِ نعمت ہو کر انقلابِ عظیم ہوگا۔ مومنین جنّت میں ہوں گے اور منافق، مشرک اور کافر جہنّم میں۔ دینِ حق تمام ادیان پر غالب آئے گا اور یہ صورت پہلی اور پچھلی اجتہادی غلطیوں کی مرحلہ وار اصلاح کے ساتھ حاصل ہوگی۔ امامِ وقت (خلیفۃ اللہ) منزل کی راہ دکھائے گا۔

۴۹۔ الحجرات

اے بشر! کمروں کے پیچھے سے (یعنی غالبانہ طور پر) امامِ وقت (زندہ نبی) کو

آواز دینا (یعنی نشانہ تنقید بنانا) بے عقلی ہے۔ اگر دو گروہِ مومنین لڑ پڑیں تو فوراً (قضیہ زمین برسرِ زمین طے کر کے) صلح کرا دو۔ اگر ایک فریق صلح سے (یعنی فیصلہ ماننے سے) انکار کرے تو سب مِل کر (یعنی دباؤ ڈال کر) فیصلہ تسلیم کراؤ۔ غیبت کرنا مُردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ قبائل صرف تعارف کے لئے ہیں۔ نفوس و اموال کے ذریعہ جہاد کرنے والا مومن ہے۔

۵۰۔ قٓ

اے بشر! قرآن کریم کا خدا قادر ہے کہ ہر دَور میں لوگوں میں سے نذیر بھیجے جو مُردوں کو زندہ کرے۔ انقلابِ عظیم (نفخِ صور) برپا ہوگا۔ جہانِ نَو (نظامِ احمدیہ) ظاہر ہوگا۔ منکرینِ نظامِ احمدیہ کو قومِ نوح کنوئیں والوں اور اقوام ثمود اور عاد اور فرعون اور لُوط کے بھائیوں اور جنگل کے رہنے والوں اور قومِ تبع کی طرح عذابِ جہنّم دیا جائے گا۔ اللہ نے دُنیا کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔ پنجگانہ نماز ادا کر۔ اللہ کے لئے زندگی بخش نظام لانا آسان ہے۔

۵۱۔ ذاریات

لوگو سُنو! چلتی ہوائیں (ذاریات) بتاتی ہیں کہ جزا سزا کا زمانہ (جہانِ نَو) ضرور آئے گا۔ متّقی لوگ جنّت میں ہوں گے یہاں تک کہ ابراہیمؑ کی طرح بانجھ بیوی سے بھی بیٹا ہوگا اور سرکش لوگ اقوامِ نوح، عاد اور ثمود کی طرح نارِ جہنّم میں ڈالے جائیں گے۔

۵۲۔ طُور

مثیلِ موسٰی (طُور) کا زمانہ (جہانِ نَو) ضرور آئے گا۔ ایمان لانے والے جنّت میں ہونگے مکذّبین نارِ جہنّم میں ڈالے جائیں گے۔ انہیں عذاب پر عذاب دیا جائے گا مگر یہ صرف ان کے اعمال کی جزا ہوگی۔

۵۳۔ نجم

اے بشر! زندہ رسول نجم (ثریّا) کو واپس لائے گا یعنی ایمان کو دوبارہ قائم کرے گا۔ موسٰی اور ابراہیم کی طرح سجدۂ اطاعت کرتے ہوئے یارِ آشنا کی جنّت میں داخل ہوجا

ع جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

انکار کرنے والے نوح، عاد اور ثمود کی اقوام کی طرح جہنم میں ہوں گے۔

۵۴۔ قمر

شقِ قمر (ایمان اُٹھنے) کے بعد یومِ عسر کی ساعت (جہانِ نو) قریب ہے۔ یہ حقیقت یسّرنا القرآن (بڑی واضح اور بار بار بیان شدہ) ہے۔ مکذب لوگ قومِ نوح قومِ عاد قومِ ثمود قومِ لُوط اور آلِ فرعون کی طرح جہنم میں ہوں گے اور مومن ارضی و سماوی جنتوں میں ہوں گے۔

۵۵۔ رحمٰن

اے انسان! یہ قرآن خدائے رحمٰن نے سکھایا ہے۔ خلیفۃ اللہ اور جہانِ نو کی شکل میں دو جنتیں اس ورلی زندگی میں ہیں دو جنتیں ابدی زندگی میں ہیں۔ جن و انس انکار نہیں کر سکتے۔ اپنے رب کی ان نعمتوں کو جھٹلانے والے جہنم میں ہوں گے۔

۵۶۔ واقعہ

نظامِ نو (جہانِ نو) کا واقعہ ہوگا۔ سابقون اعلیٰ مقام جنت میں ہوں گے اور دائیں طرف والے بھی جنت میں ہوں گے جبکہ بائیں طرف والے جہنم میں ہوں گے۔

۵۷۔ حدید

اے لوگو! اللہ اور زندہ رسول پر ایمان لاؤ۔ نوح اور ابراہیم کی طرح ایمان والوں کے لئے جنت ہے۔ لوہا (حدید) میں سخت سامان جنگِ روحانی ہے اور عوام کے لئے نفع ہے مگر کفر کرنے والے اور اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والے دوزخی ہیں۔

۵۸۔ مجادلہ

اے مومنو! تم اللہ اور زندہ رسول کی بات مانو۔ باہم نیک مشورہ کرو۔ زندہ رسول سے مشورہ سے پہلے صدقہ دو۔ یقیناً اللہ کے رسول ہی غالب آئیں گے۔ زندہ رسول کے مخالف ذلیل شمار

ہوں گے۔ زندہ رسول (امامِ وقت) کی رضا پانے والے ہی اللہ کی رضا پانے والے ہوں گے اور جنت میں ہوں گے۔

۵۹۔ حشر

اے مومنو! اللہ ہی ہے جو حشر (روحانی مقابلہ یا جنگ) میں فتح دیتا ہے پس زندہ رسول جو دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ۔ جو اللہ سے اختلاف کرتا ہے یاد رکھے اللہ شدید العقاب ہے۔ یہ قرآن ہر بڑے انسان (پہاڑ) کو جھکا سکتا ہے۔ صرف زندہ رسول ہی اسماء حسنہ کا مظہر ہے۔

۶۰۔ ممتحنہ

اے مومنو! اپنے اور زندہ رسول کے دشمن سے دوستی نہ کرو۔ ابراہیم کا نمونہ پکڑو۔ مہاجر عورتیں آئیں تو آزمالیا کرو۔ دشمنِ رسول قوم پر اللہ کا غضب ہے۔

۶۱۔ صف

خلیفۃ اللہ ان کو پسند کرتا ہے جو صف باندھ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ مخالفینِ رسول اس نورِ ہدایت (دینِ حق) کو بجھانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا چاہتا ہے۔ مومنوں کو بشارت ہو کہ اللہ کی مدد سے وہ فتح پائیں گے۔ انصار اللہ کے لئے جنت مقدر ہے۔

۶۲۔ جمعہ

امامِ وقت (زندہ رسول) مومنوں کو احکامِ الٰہی سناتا ہے۔ ان کو پاک کرکے کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ مومنو! جب جمعہ کے لئے بلایا جاتا ہے تو ذکر اللہ کے لئے جلدی جاؤ۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ اللہ ظالم قوم کو کبھی کامیابی کا منہ نہیں دکھاتا۔

۶۳۔ منافقون

منافق زندہ رسول (امامِ وقت) سے سر پھیر لیتے ہیں اللہ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔

۶۴۔ تغابن

یومِ تغابن میں جو خلیفۃ اللہ پر ایمان لاتے ہیں وہ جنّت میں داخل ہوتے ہیں اور جو کفر کرتے ہیں وہ دوزخی ہیں۔

۶۵۔ طلاق

اے مومنو! غصّہ میں طلاق نہ دو بلکہ ایسے طہر میں کہ پہلے صحبت نہ کی ہو۔ جو اللہ کے حکموں اور رسول کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے عذاب ہے اور جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے جنّت ہے۔

۶۶۔ تحریم

اے زندہ رسول! جو چیز خدا نے حلال بنائی ہے اسے حرام نہ بننے دے۔ جو توبہ کریں اور ایمان لائیں وہ جنّت میں داخل ہوں گے۔ فرعون کی بیوی اور مریم کی طرح جو کافر اور منافق ہیں وہ نوح اور لُوط کی بیویوں کی طرح جہنّم میں ہیں۔

۶۷۔ مُلک

اے لوگو! خدائے قادر کی بادشاہت حقیقی ہے وہ اپنے نذیر کے ہر ارادہ کو پورا کرنے پر قادر ہے۔ جو انکار نبی کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جو اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے لئے اجر ہے۔

۶۸۔ قلم

قلم اور علوم گواہ ہیں کہ زندہ رسول مجنون نہیں ہوتا بلکہ خُلقِ عظیم رکھتا ہے۔ جو متّقی ہیں ان کے لئے باغات ہیں جو منکر ہیں ان کے لئے کٹے ہوئے باغ والوں کی طرح اپنے وقت پر عذاب ہے۔

۶۹۔ حاقہ

اے انسان! یہ جہانِ نو کی خبر پوری ہو کر رہنے والی خبر ہے۔ امامِ وقت (زندہ رسول)

کے انکار کا انجام وہی ہے جو قوم ثمود، قومِ عاد، قومِ فرعون، قومِ لُوط اور قومِ نوح نے چکھا۔ جب نفخِ صور (انقلابِ عظیم) ہوگا۔ اچھے اعمال والا جنت میں ہوگا اور بدکردار جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

۷۰۔ معارج

اے متلون مزاج شخص! اللہ ذوالمعارج ہے۔ جو شخص فرستادۂ خدا (امامِ وقت) کی پیروی میں مومنانہ صفات پیدا کرے گا جنت میں جائے گا۔ جو شخص انکار کرے گا ذلیل ہو کر سخت عذاب دیکھے گا جس سے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ بیوی، بھائی، بیٹے اور دنیا کی کوئی چیز کام نہ آئے گی۔

۷۱۔ نوح

اے انسان! امامِ وقت تجھے نوح کی طرح اپنی اتباع کی طرف بلاتا ہے جو انکار کرے گا غرق ہوگا جو مومنانہ اتباع کرے گا وہ امامِ وقت کے گھر میں داخل ہوگا اور بخشا جائے گا۔

۷۲۔ جنّ

اے انسان! بعض بڑے خیال کرتے تھے کہ اب مامور من اللہ کی بعثت ہوگی مگر اللہ غیب پر سوائے رسول کے کسی کو غالب نہیں کرتا۔ جو شخص زندہ رسول کی نافرمانی کرتا ہے جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔

۷۳۔ مزمّل

اے مزمّل رات کو بھی قرآن پڑھ۔ زندہ رسول تم پر فرعون کی طرز پر نگران ہے انکار کرو گے تو وہ عذاب پکڑے گا جو جوانوں کو بوڑھا کر دے اور آسمان کو پھاڑ دے۔ اگر تم بھلائی آگے بھیجو گے تو اللہ کو زیادہ سے زیادہ اجر دینے والا پاؤ گے۔

۷۴۔ مدّثّر

اے مدثر انسان! اتباعِ رسول میں لوگوں کو ہشیار کر اور شرک کو مٹا جس نے کلامِ الٰہی کو قولِ بشر جانا وہ (سقر) دوزخ میں پڑے گا۔ اصحابِ یمین جنت میں ہوں گے۔

۷۵۔ قیامت

اے انسان! مامورمن اللہ کا زمانہ یوم قیامت ہے۔ روحانی خسوفِ شمس و قمر اس کی علامت ہے جس سے فرار نہیں۔ جو لوگ اپنے ربّ کو دیکھ لیں گے ہشاش بشاش ہوں گے جس نے حق کو جھٹلایا اس کے لئے ہلاکت ہے۔

۷۶۔ دہر

اے انسان وہ گھڑی (دہر) یاد کر جب تُو قابلِ ذکر نہ تھا۔ اللہ نے تجھے سُننے والا اور دیکھنے والا بنایا اور خلیفۃ اللہ کی صورت میں مجسّم راہِ ہدایت دی۔ اگر تدریجی ترقیات سے کافوری، زنجبیلی اور سلسبیلی چشموں سے پیئے گا تو جنّت میں شرابِ طہور پیئے گا۔ اگر دُنیا سے محبّت کریگا تو یومِ ثقیل پائے گا جو کہ عذابِ الیم ہے۔

۷۷۔ مُرسلات

اے بشر! مبلّغین (مرسلات) تجھ پر اتمامِ حُجّت کریں گے۔ یوم الفصل میں امامِ وقت کو جُھٹلانے والوں کو ہلاک کیا جائے گا۔ دس بار توثیق ہے اور متّقی سایوں اور چشموں والی جگہوں میں ہوں گے۔

۷۸۔ نبا

اے بشر! کیا یوم الفصل کی خبر ہے۔ جب تغیّرِ عظیم (نفخِ صور) ہوگا۔ جہنّم سرکشوں کی گھات میں ہوگی۔ اِس جہانِ نَو (یوم الحق) میں متقی کے لئے کامیابی ہے۔

۷۹۔ نازعات

اے انسان! علماءِ ربّانی (نازعات) موسٰی کی طرح آئیں گے۔ اگر تُو فرعون کی طرح جنگ کرے گا تو بڑی مصیبت (طامۃ الکبرٰی) دیکھے گا اور جہنّم ٹھکانہ ہوگا۔ اگر خوفِ خدا سے اپنے نفس کو قابو میں رکھے گا تو جنّت ٹھکانہ ہوگا۔

۸۰۔ عَبَسَ

اے انسان! امامِ وقت (زندہ رسول) پر تیرے ہدایت نہ پانے کی ذمّہ داری نہیں۔ امامِ وقت کا انکار کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے اور اس پر کان پھاڑنے والی مصیبت (صاعقہ) آئے گی امامِ وقت کو ماننے والے چہرے روشن ہوں گے۔

۸۱۔ تکویر

اے انسان! تکویرِ شمسِ اسلام کے وقت زندہ رسول اور اس کے ساتھی جن پر خدا کا تازہ کلام نازل ہوتا ہے۔ ان کی پیروی میں جنتِ ارضی وسماوی قریب ہے اور ان کی نافرمانی میں جہنّم قریب ہے۔ امامِ وقت (زندہ رسول) کو مانے بغیر چارہ نہیں۔

۸۲۔ انفطار

اے انسان! تُو انفطارِ سما کے وقت اسی دُنیا میں روحانی محاسبہ کا زمانہ (یوم الدین) بھی دیکھے گا۔ کوئی بچ نہ سکے گا اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ خلیفۃ اللہ کا حکم چلے گا۔

۸۳۔ تطفیف

لوگو! کم تولنے والے (مطفّفین) جہانِ نَو کے زمانہ میں مجازی خدا (مقربینِ الٰہی) کے دیدار سے محروم کئے جائیں گے اور نیک لوگ (ابرار) نعمت کے مقام پر رکھے جائیں گے۔

۸۴۔ انشقاق

اے انسان! زمین و آسمان کے انکشافات کے ذریعہ تو یہی حقیقت پائے گا کہ لقائے الٰہی پانے کا یقینی ذریعہ روحانی قمر (امامِ وقت) کی اتباع میں تدریجی طور پر ترقی کرنا ہے۔

۸۵۔ بروج

اے بشر! آسمانِ روحانی کا سُورج (بروج) ظہور کرتا رہے گا۔ مخالفت کی آگ بھڑکانے والے

فرعون اور قومِ ثمود کی طرح ہلاک ہوں گے۔ ایمان لانے والے جنت میں ہوں گے۔

۸۶۔ طارق

اے انسان! مجازی خدا خلیفۃ اللہ۔ امامِ وقت (طارق) کی نگرانی اور حفاظت میں ہی سب نفوس کی خیر اور بھلائی ہے۔ یہ بات اٹل ہے۔

○

یومِ تحریکِ جدید ——— (بقیہ صفحہ ۲۲)

۴۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریکِ جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضالِ الٰہیہ کا احبابِ جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔

۵۔ اس دن حسبِ ذیل مطالبات پر خصوصی طور پر روشنی ڈالی جائے :-

۱۔ احبابِ جماعت سادہ زندگی بسر کریں۔ (لباس اور کھانے میں سادگی اختیار کی جائے)۔

۲۔ مطالبہ وقفِ اولاد / وقفِ زندگی :- ا۔ والدین اپنی اولاد کو خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔

ب۔ نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

ج۔ رخصتِ موسمی اور رخصت کے ایام خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔

۳۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

۴۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی مل سکے کر لیں۔

۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔

۶۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔

۸۔ مقاصدِ تحریکِ جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی مساعی کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید۔ ربوہ)

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء

کشمیری احباب کے تاثرات

برصغیر کی تقسیم سے قبل حضرت فضل عمر کا دور امامت تھا۔ مجھے اس دور کی اپنی دس سالہ طالب علمی کے زمانے کی بات بات یاد ہے۔ یہ دور بھی سلسلہ کی ترقیات اور عروج کا زمانہ تھا۔ دسمبر کے آخری دنوں میں ہر سال جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ بٹالہ سے پاپیادہ قادیان کا سفر بھی یاد ہے۔ پھر ریل آئی تو بہت سے طالب علم قادیان سے بٹالہ آئے اور ریلوے سٹیشن سے جب پہلی بار قادیان کے لئے ریل جاری ہوئی تو ہم طالب علموں نے بھی دیگر مسافروں کے ساتھ یہ پہلا ریل کا سفر کیا۔ متحدہ ہندوستان ایک غریب ملک تھا۔ رسل و رسائل کی کمی اور عام غربت بھی تھی مگر احمدی احباب کے اخلاص اور جوش و جذبے میں کوئی کمی نہ تھی۔ میں ہر سال دیکھا کرتا تھا کہ گزشتہ سال کے بالمقابل اس سال ہزاروں کی تعداد میں زائرین جلسہ سالانہ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ انتظامات میں حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کا انہماک اور رضاکاروں کی ان تھک ڈیوٹیاں دینا اور خدمت کرنا یہ سب باتیں خوب یاد ہیں اور ہمیشہ یاد رہنے والی ہیں۔

مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے بلند و پست پہاڑی علاقوں، راجوری، پونچھ جموں وغیرہ سے بھی کافی دوست آیا کرتے تھے مگر وادی کشمیر کے احمدی احباب رسل و رسائل اور سفری وسائل کی غیر معمولی کمی کی وجہ سے بہت کم تعداد میں نظر آیا کرتے تھے۔ ان کا دور گذر چکا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔ اس دور سے قبل حضرت بانی جماعت احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ کے زمانے کے کشمیری احباب کی قادیان میں آمدورفت زیادہ عجیب واقعہ ہے۔ واقعی وادی کشمیر کے مسلمانوں میں اسلام کی محبت اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھر دی ہوئی ہے۔ اسی لئے حضور کے ہی زمانے میں کشمیر کے کونے کونے میں پیغام حق کو مقبولیت حاصل ہوئی باوجود رسل و رسائل کی کمی۔ دور افتادگی اور تعلیمی پسماندگی کے احمدیت کو اسی زمانے میں وہاں پر اثر و نفوذ حاصل ہوا۔ جو نسلاً" بعد نسل کشمیر میں دن دگنا اور رات چوگنا ترقی پذیر دکھائی دے رہا ہے۔ الحمد للہ

یوں تو بہت سی باتیں قابل ذکر اور قارئین انصار اللہ کی دلچسپی کا موجب ہو سکتی ہیں مگر میں نے کوئی لمبی داستان تحریر نہیں کرنی۔ اس زمانے کی ایک بات عرض کردوں کہ راولپنڈی اور جموں کے دو شہر تھے جہاں سے دو سڑکیں کشمیر کو جاتی تھیں۔ لاریوں اور بسوں میں بہت کم لوگ سفر کیا کرتے تھے۔ پیدل مسافت طے کرنے والے لوگ وادی سے جموں یا راولپنڈی کے راستے آیا جایا کرتے تھے۔ انہیں کم و بیش آٹھ دن کا سفر راولپنڈی یا جموں تک پہنچ جانے میں اختیار کرنا پڑتا

تھا۔ ریوٹن سے ایک بزرگ صحابی حضرت فقیر محمد صاحب بھٹی جو کہ گوجر برادری سے تعلق رکھتے تھے براستہ ہموسان۔ ٹھمبھرو گجرات صرف پانچ روز میں قادیان تک کا سفر پیدل کرتے رہے ہیں۔ ایسی نادر اور غیر معمولی مثالیں روحانی دنیا کے سوا کسی اور جگہ سے نہیں ملتیں۔

میں اس وقت قادیان کے جلسہ سالانہ ۹۱ء کی بات کر رہا ہوں۔ اس سال کا یہ صد سالہ جلسہ سالانہ غیر معمولی اہمیتوں کا جلسہ ثابت ہوا ہے۔ جتنے بھی دوستوں نے اس جلسہ سالانہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے۔ انہوں نے بہت ہی روح پرور باتیں سنائی ہیں۔ قادیان کے ہندوؤں کی خوش اخلاقی اور سکھوں کی مہمان نوازی کے دلچسپ واقعات بتائے۔ خود حضرت امام جماعت رابع نے بھی لندن پہنچ کر ایک خطبہ میں یہ حالات ارشاد فرمائے ہیں۔ سن سن کر حیرت اور خوشی ہوتی ہے کہ یہ قادیان بھی کیا عجیب و غریب زمانہ روزگار بستی ہے۔

ہے نرالہ رنگ میں اپنے سمائے قادیان

اس سال کے اس جلسہ سالانہ میں میرے کشمیری احباب نے تو بفضلہ تعالیٰ ایک ریکارڈ قائم کیا ہے میں ذکر کر چکا ہوں کہ تقسیم سے قبل وادی کشمیر کی حاضری نہایت قلیل ہوا کرتی تھی۔ مگر تقسیم ملک کے بعد جونہی قادیان میں جلسہ سالانہ کے قیام کا اہتمام شروع ہوا کشمیری احباب کے وادی کشمیر سے قادیان آمدورفت میں اضافہ ہوتا رہا اور ہر سال تدریجی طور پر یہ حاضری سینکڑوں تک پہنچتی رہی اس سال چونکہ تاجدار قادیان حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان کے چوتھے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی لندن سے آمد کسی امام جماعت کا ۴۴ سال کے بعد قادیان میں ورود مسعود ہونا تھا اس امر نے صد سالہ جلسہ سالانہ کو ایک عظیم الشان جشن صد سالہ کی شکل دیدی۔ اور والہانہ طور پر دور دراز سے ہزاروں کی تعداد میں زائرین نے اس جلسہ میں شرکت کی فالحمد للہ۔

مختلف جہتوں سے جو تفصیل حالات خاکسار تک پہنچے ہیں۔ میں ذمہ داری کے ساتھ یہ تحریر کرتا ہوں کہ اس جلسہ میں وادی کشمیر کے مخدوش سیاسی حالات۔ وہاں کی غیر معمولی بدامنی۔ اور خوف و ہراس کے ماحول کے باوجود چار ہزار سے بھی کچھ زیادہ احباب نے اس جلسہ میں شمولیت کی ہے اور یہ امر میرے لئے بطور خاص خوشی کا موجب ہوا۔ میرے بیٹے عزیزم عبدالقیوم ڈار نے جو فوٹو گراف مجھے دکھائے اور جو حالات زبانی سنائے ان سے واضح ہوتا ہے کہ بعض کنبے اور خاندان واقعی اپنے گھروں پر تالے لگا کر سب کے سب قادیان دیوانہ وار پہنچے تھے۔ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ میرے وطن دار احمدی بھائیوں بہنوں نے اس جلسہ کی غیر معمولی برکات سے وافر حصہ حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص انکے جان و مال میں برکت دے۔ میں حضور کی ان دعاؤں کے لئے بھی شکر گزار ہوں جو حضور پر نور نے ان محروم زیارت دوستون کے لئے کی ہیں جو رکاوٹوں کی وجہ سے شامل جلسہ نہ ہو سکے خاکسار کو بہت سے کشمیری احباب نے خطوط لکھ کر نوازا ہے۔ ان میں سے قارئین کی خدمت میں صرف تین عزیزاں کے خطوط پیش کرتا ہوں۔

۱۔ مکرم سید عبدالحی صاحب شاہد ایم۔اے ناظر اشاعت ربوہ لکھتے ہیں :۔

"قادیان جلسہ سالانہ کے حالات کے سلسلہ میں مزید کیا لکھوں۔ بہرحال ایک روح پرور تجربہ تھا حضور نے ازراہ شفقت ہمارے ہم وطنوں کو خصوصیت سے بہت نوازا۔ حضور نے کشمیری احباب کو تین دفعہ ملاقات کا شرف بخشا۔ پھر حضور نے کشمیری مردوں کے لئے ملاقات۔ مصافحہ اور مختصر تعارف کے لئے الگ وقت دیا۔ حضور نے خطبہ جمعہ اور اس سے پہلے ایک تقریر میں خاص طور پر کشمیری احمدیوں کا بہت اچھے انداز میں ذکر کیا۔ باوجود حالات کی خرابی اور موسم کی شدت کے اس قدر کثرت سے کشمیری احباب کی جلسہ میں شمولیت سے حضور بہت خوش ہوئے

۲۔ صوبہ کشمیر کے صدر عبدالحمید صاحب ٹاک نے اس صد سالہ جلسہ کے متعلق لکھا :۔

"آپ نے صد سالہ جلسہ اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی قادیان میں تشریف آوری کے سلسلہ میں زبانی تو بہت کچھ سنا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان بیان کرنے سے اور قلم تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ چوالیس سال کے طویل عرصہ کے بعد ایک روحانی ماحول جس میں خود خلیفہ وقت موجود تھے ایک نادر اور مثالی موقعہ تھا۔ فضا معطر تھی۔ عجیب کیفیت تھی۔ مرد و زن، گلی کوچہ بزبان حال پکار رہے تھے

اے کہ آمدنت باعث برکت و خوشنودئ ما

اپنے وطن عزیز کے کشمیری احباب جو قادیان تشریف لائے تھے اور جو وطن سے دور ہیں۔ ان تمام احباب کے لئے سو سو مبارک ہے کہ پیارے آقا ایداللہ تعالیٰ نے پیار دیا اور اظہار خوشنودی فرمایا۔ اپنے خطابات میں ہم بے کسوں کا ذکر فرماتے رہے۔ جس کے لئے ہم احسان مند ہیں اور یہ امر ہماری ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے" مکرم ٹاک صاحب نے خط کے آخر پر لکھا۔

"احباب کشمیر ہزاروں کی تعداد میں قافلہ در قافلہ بسوں میں سوار سیدھے قادیان پہنچے تھے اور کئی مقامات سے اپنے گھروں پر تالے چڑھا کر جملہ افراد خاندان سمیت آئے ہوئے تھے۔ آسنور والوں کا بھی یہی حال تھا۔ ایسے مقامات پر جو خدام ڈیوٹی دیتے رہے جب جلسہ کے بعد حضور کی ملاقات کے لئے دیوانہ وار قادیان پہنچے تو حضور نے عدیم الفرصتی کے باوجود خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے نہ صرف انہیں شرف ملاقات عطا فرمایا بلکہ وڈیو تصویریں بنانے کے لئے بھی وقت مرحمت فرمایا احباب حیران تھے کہ اس قدر شفقت کا سلوک۔ وادی کشمیر سے ڈیڑھ سو کے قریب

غیر از جماعت دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ کچھ دوستوں نے بیعت بھی کرلی ہے۔ دیگر لوگ اچھا اثر لیکر گئے ہیں"۔

۳۔ کراچی سے ملک ڈاکٹر عبدالغنی صاحب جو میرے گاؤں آسنور کے رہنے والے ہیں اور میرے نہایت عزیز ہیں۔ ان کا خط تو پورا مضمون ہے جستہ جستہ ایک حصہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ لکھتے ہیں :۔

"قادیان کا جلسہ واقعی تاریخی تھا۔ نصف صدی سے تشنہ ہندوستان کی جماعتیں اور دس سال سے تشنہ پاکستان کی جماعتیں ہزاروں کی تعداد میں قادیان پہنچی ہوئی تھیں تاکہ صبح تنگ میں پیارے آقا کی زیارت سے اپنی تشنگی دور کرسکیں۔ جلسہ سالانہ کی کیفیت اور وہاں امام وقت کی موجودگی تشنہ روحوں کی تڑپ۔ وہاں کے یادگار مقامات مقدسہ۔ مسیح پاک علیہ السلام کے کوچے اور یادگار گلیاں۔ خلفاء کے مبارک وجود اور ان کی یادگاریں یہ سب کچھ دل کی گہرائیوں سے محسوس کرنے کی باتیں ہیں۔ وطن عزیز کے تقریباً چار ہزار شیدائی۔ شمع احمدیت کے پروانے اور خلافت کے دیوانے خوف و ہراس۔ وہاں کے مخدوش حالات و مشکلات کے باوجود کشمیر کے کونے کونے سے آئے ہوئے تھے۔ خلیفہ وقت کی محبت اور کشش کس طرح ان دیوانوں کو کھینچ لائی یہ سارا نظارہ دیدنی تھا"۔ ملک صاحب آگے لکھتے ہیں

"محترم بھائی صاحب کشمیر میں احمدیت کا مستقبل انشاء اللہ تابناک ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تاحیات ہر سال امام وقت کی موجودگی میں ہم سب کو وہاں جانا نصیب کرے اور ہماری ابدی آرام گاہیں بھی وہاں ہی ہوں۔ اے رحیم و کریم خدا تو ہی غریب مصیبت زدہ۔ مجبور۔ بے کس کشمیری احمدیوں پر رحم فرما۔ ان چار ہزار لوگوں کے اس جذبہ اور لگن کی لاج رکھ۔ پوری کشمیری قوم کے گناہوں اور خطاؤں کو معاف فرما اور سارے کشمیر کو آزادی اور احمدیت سے منور کردے آمین۔"

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ کیا دوست کے لئے اور کیا دشمن کے لئے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کرسکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرّہ بھر بھی نہیں ہے مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کردے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۷۱)

پاکستان کے احمدیوں کیلئے دُعا کی تحریک

"پس تمام عالمگیر جماعتوں کو پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ جس طرح اب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو ثباتِ قدم عطا فرمایا۔ وہ جیلوں میں گئے معصوموں پر پھانسی کے پھندے ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ وہ لمبے عرصہ تک انتہائی دُکھوں اور تکلیفوں میں اپنے خاندانوں سے الگ رہ کر محض لِلّٰہ ایک زندانی کی کیفیت میں دن گزار رہے ہیں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور باقیوں کو بھی کہ انکو بھی خدا حوصلہ دے اور ہر امتحان سے کامیابی سے گزار دے، اور سب سے بڑی دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اب اِبتلاء کے یہ دن بدل کر انہیں پاکستان کے لئے بھی عظیم جزاء کے دن بنا دے۔ ساری دُنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں جو جزاء عطا فرما رہا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ اس میں پاکستان کے احمدیوں کی قربانی کا ایک بڑا بھاری دخل ہے۔ ان کی تکلیفیں ہیں جو دعا بن کر اُٹھتی ہیں اور رحمت بن کر ساری دُنیا میں احمدیوں پر برس رہی ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہمیشہ تکلیفیں ہی اُٹھاتے رہیں اور قربانیاں ہی دیتے چلے جائیں اور تمام دُنیا کی احمدی جماعتیں ان کا فیض پاتی رہیں یہ خدا کی تقدیر نہیں ہے یہ عارضی قصے ہیں، مجھے یقین ہے کہ یہ دن بدلیں گے اور بہرحال بدلیں گے لیکن کب بدلیں گے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ جب تک نہ بدلیں ہمیں ان کے لئے استقامت کی دعا کرنی چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ باقی دُنیا کی جماعتوں کو بھی برکتوں کے اِس دَور میں حتّی المقدور فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے جو راہیں ہم پر آسان کر دی ہیں اگر ہم اُن پر پوری رفتار سے دوڑ نا شروع کریں گے تو ہم ناشکرے بندے بنیں گے۔ اِس لئے ہندوستان کی جماعتیں ہوں یا انگلستان کی یا یورپ اور امریکہ کی دوسری جماعتیں اور افریقہ کے وہ ممالک جن میں احمدیت خدا کے فضل سے بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے آپ سب کے لئے میرے دو پیغام ہیں۔ سب سے پہلے پاکستان کے احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں خصوصیّت سے یاد رکھیں کیونکہ آپ کی کامیابیوں کے بدلے اُن مظلوم احمدیوں سے اُتارے جائیں گے اور اس کے لئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ لیکن مَیں یہ جانتا ہوں کہ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی طرف جو عادت منسوب فرمائی ہے وہ بہرحال سچّی ثابت ہو گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۹۲ء بمقام بیتِ اقصیٰ قادیان دارالامان مطبوعہ الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۹۲ء)